بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

بیادگار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و وفا، فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین

منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی)
قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال

حُسنِ ترتیب

۱	حمد باری تعالیٰ وباب امین۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۴
۴	درس حدیث شریف۔	۹
۵	ذبح ذبیحہ قربانی اور مسائل قربانی۔	۱۱
۶	''مسجد ضرار'' مفسرین کی نظر میں۔	۲۰
۷	خطبہ حجۃ الوداع اور احترام آدمیت	۳۰
۸	فتاویٰ از فتاویٰ رضویہ شریف۔	۳۵
۹	سید نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کیلیانوالہ شریف	۳۸
۱۰	اوراد و وظائف محمدیہ یوسفیہ۔	۴۰
۱۱	اظہار تشکر و صدمات	۴۷

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون
صاحبزادہ مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ یوسفی
(ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)

سرکولیشن کنٹرولرز
شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر یوسفی

بظلِ عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک) روپے

الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

زیر انتظام صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زم زم

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا
ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ''
جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور
042-36880027, 0300-4274936

پروف ریڈرز مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی
شیخ محمد عبد العلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد وسیم یوسفی

قیمت فی شمارہ
30 روپے

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شادباغ لاہور

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر۔ 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.facebook.com/seedharastah

حمد باری تعالیٰ

ازقلم: علامہ شہزاد احمد مجددی

یوں تو کرتے ہیں فرشتے بھی تیری عبادت
آئی انسان کے حصے میں نیابت تیری
تیرا آغاز بھی اَب تک نہ کوئی جان سکا
کون جانے کہ کہاں تک ہے نہایت تیری
انبیاء ہی نے کرایا ہے تعارف تیرا
انبیاء ہی نے بیاں کی ہے روایت تیری
ہو سکا ارض و سما سے نہ تحمل جس کا
آخر انسان نے سنبھالی ہے امانت تیری
مست رکھتا ہے سمندر کو تصوّر تیرا
کوہ کو وجد میں لاتی ہے حکایت تیری
چاند' تارے ہیں تیرے حسن کا مظہر مولا!
لالہ و گل سے نمایاں ہے نفاست تیری
تیری تسبیح کے خوگر ہیں پرندے سارے
پتے پتے سے عیاں ہوتی ہے عظمت تیری
قلب کی آنکھ کھلی ہو تو پتا چلتا ہے
تیرا عرفان ہے کیا' کیا ہے حقیقت تیری
اپنی تسخیر کی کوشش میں لگا ہے کب سے
چاہتا ہے ترا شہزاد حمایت تیری

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور اور ابوبکر کمپیوٹر سنٹر کی جانب سے حج کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک ہو۔
اور قارئین کرام کو عید الاضحیٰ مبارک ہو۔

باب الحرمین

ازقلم: حضرت مولانا محمد یونس مالیگ

تمہیں اے زائرینِ خانہ کعبہ مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو حج بیت اللہ مبارک ہو
مبارکباد کے قابل ادائے حجِ بیت اللہ
دیارِ پاکِ حضرت تک پہنچ جانا مبارک ہو
وہی زمزم جسے آبِ شفا حضرت نے فرمایا
تمہیں اے حاجیو صبح و مسا پینا مبارک ہو
سیہ بختی و تاریکیٔ عصیاں محو ہوتی ہے
مقدس حجر اَسود کا تمہیں بوسہ مبارک ہو
طواف و سعی کے ارکان دیوانہ صفت کرنا
بعز و شان رفتارِ صفا مروہ مبارک ہو
مبارک! دیکھنا وہ عرصہ عرفات کا منظر
ہو جب اِحرام میں ملبوس ہر بندہ مبارک ہو
بہت صبر آزما اے حاجیو ہے جادۂ اُلفت
تمہیں عشق شہ دیں میں قدم رکھنا مبارک ہو
جہاں صبح و مسا اللہ کی رحمت برستی ہے
تمہیں اُس سر زمینِ پاک پر جانا مبارک ہو
جہاں کا ذرّہ ذرّہ حامل نورِ تجلی ہے
زہے قسمت تمہیں وہ پاک نظارہ مبارک ہو
مدینہ کی وہ خاکِ پاک ہے خاکِ شفا بیشک
نگاہِ مرد مومن کے لئے سُرمہ مبارک ہو!
دَرِمحبوب پر حق نے بلایا اجاؤ یک کہہ کر
گنہگارو شفاعت کا تمہیں مژدہ مبارک ہو!
خیالوں میں ہیں طے راہِ حرم کے پیچ و خم یونس
تصور میں دَرِ شہ پر جبیں رکھنا مبارک ہو

اداریہ

بھارت پسندیدہ نہیں دشمن ملک ہے

ایک طویل اور جانگسل جدوجہد کے بعد ۱۹۴۷ء میں برصغیر پاک و ہند کی انگریزی تسلط سے نجات کے ساتھ پاکستان بایں وجہ معرضِ وجود میں آیا کہ مسلمانانِ ہند انگریزوں سے نجات کے بعد ہندو بنیے کی حکمرانی میں زیردست رہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ کیونکہ ہندو اور مسلمان دو الگ تشخص کی حامل قومیں ہیں۔ اِن کے طرزِ تمدن اور رسوم ورواج بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور پھر ہندو بنیے کی مکاری اور عیارانہ ذہنیت کو بھانپتے ہوئے مسلمان راہنماؤں نے علیحدہ وطن کا مطالبہ کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اِس کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ لیکن ہندو کی عیاری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ برصغیر کی تقسیم پلان کے خلاف انگریزوں نے ساز باز کر کے پاکستان میں شامل علاقوں مثلاً فیروز پور' امرتسر اور گورداسپور کے اِضلاع کے علاوہ مقبوضہ کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو وہاں سے مجبوراً ہجرت کرنا پڑی اور اِس دوران جنونی سکھوں اور ہندوؤں نے اُن کو قتل کر کے اپنے بغض اور مسلمان دشمنی کا اِظہار کیا۔ وہ مسلمان بالخصوص جن کے بیوی بچے اور خاندان اِس ہجرت کے دوران ہلاک اور تباہ و برباد ہوئے' اِس واقعہ کو بھول نہیں سکے۔ اور پھر ہندو بنیے نے آج تک پاکستان کے وجود کو دلی طور پر تسلیم نہیں کیا۔ اِس نے ۱۹۷۱ء میں ایک بین الاقوامی سازش کے تحت پاکستان کو دو ٹکڑے کر کے اِعلان کیا کہ ہم نے دو قومی نظریہ کو سمندر میں غرق کر دیا ہے۔ اب پاکستان اور بھارت کی دشمنی کی اصل وجہ کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ ہے اور بھارت اقوام متحدہ کی واضح قراردادوں کے باوجود کشمیریوں کو حق رائے دہی نہیں دے رہا۔ وہ ہمہ وقت پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتا ہے' یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ بھارت نے امریکی آشیرباد سے اسرائیل کے ساتھ مل کر ایک ورکنگ گروپ تشکیل دے رکھا ہے جس کا مقصد پاکستان کو بنجر اور غیر مستحکم کرنا ہے۔ بھارت نے کشمیر سے نکلنے والے تمام دریاؤں پر قبضہ کر رکھا ہے اور بین الاقوامی قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریباً تمام دریاؤں پر ڈیم تعمیر کر کے پانی کا رُخ بھارت کی طرف موڑ لیا ہے۔ جس سے پاکستان پانی کی شدید قلت کا شکار ہے اور اِس کی زرعی پیداوار تباہ و برباد ہو رہی ہے' زمینیں بنجر اور غیر آباد ہو رہی ہیں۔ معیشت پر مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

واضح ہو کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم علیہ الرحمہ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ ہماری شہ رگ دشمن کے قبضہ میں ہے۔ بھارتی فوج کشمیر میں خون کی ہولی کھیل رہی ہے۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اِن حقائق کے باوجود ہماری حکومت ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا ارادہ رکھتی ہے' کبھی ''اَمن کی آشا'' کے نام پر لوگوں کو ہندوستان کے ساتھ پیار ومحبت کی پینگیں بڑھانے کی ترغیب دی جاتی ہے تو کبھی تجارت کے لئے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے لئے پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم گیلانی نے بھی کہا ہے کہ بھارت سے تجارت ملکی مفاد میں ہے' کیا خوب کہ پاکستان کے قاتل سے مفادات کی توقع ہے۔ حالانکہ آج بھی ہماری مشرقی سرحد نہایت حساس ہے کہ ہندو بنیے کی ذہنیت قابل بھروسہ نہیں ہے۔ ہماری سلامتی اور جغرافیائی سرحدوں کو سب سے زیادہ خطرہ پاکستان دشمن بھارت سے ہے۔ اِن حالات میں کسی بھی صورت میں بھارت پاکستان کا پسندیدہ ملک نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اِس کو پسندیدہ ملک قرار دینا دانشمندی ہے۔ کیا ایسے سفاک ومکار دشمن کے گلے میں پیار ومحبت کی بانہیں ڈالنا بھارت کے موقف اور جارحیت کو تسلیم کرنے کے مترادف نہیں؟ لیکن بدقسمتی کہ ہمارے اربابِ اقتدار اپنے ذاتی مفادات اور خواہشات کو قومی مفاد اور وقار پر ترجیح دے رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں قومی عزت و وقار کا ادراک عطا فرمائے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الحج:۳۷) "اللہ (ﷻ) کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اُسے تو تمہارے دِل کی پرہیزگاری باریاب ہوتی ہے۔ اِسی طرح اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا اور اِس پر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔ اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) نیک لوگوں کو خوش خبری سنا دیں"۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قربانی جو ایک عظیم عبادت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے پاس اُس کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، نہ وہ مقصود ہے۔ بلکہ اصلی مقصود وہ جانور ہے، جس پر ذبح کے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا نام لینا اور دِلی اخلاص کے ساتھ ربِ کائنات عزّ وجل کے حکم کی بجا آوری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ساری مخلوق سے غنی اور بے نیاز ہے۔

وَقَدْ كَانُوْا فِيْ جَاهِلِيَّتِهِمْ اِذَا ذَبَحُوْهَا لِاٰلِهَتِهِمْ وَضَعُوْا عَلَيْهَا مِنْ لُحُوْمِ قَرَابِيْنِهِمْ نَضَحُوْا عَلَيْهَا مِنْ دِمَآئِهَا [۱]

"دورِ جاہلیت میں یہ ایک بد رسم تھی کہ جب وہ لوگ (یعنی مشرکین) اپنے معبودوں کے لئے جانور ذبح کرتے تھے تو قربانی کے جانوروں کا گوشت اُن کے سامنے رکھ دیتے تھے اور اُن پر خون کا چھینٹا دیتے تھے"۔

اور یہ بھی دستور تھا کہ بیت اللہ شریف پر قربانی کا خون چھڑکتے تھے۔ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّنْضَحَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ) [۲]

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (مسلمان ہونے کے بعد) اَیسا کرنے کے لئے عرض کیا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے آیتِ مبارک نازل فرمائی۔ [اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اُسے تو تمہارے دِل کی پرہیزگاری باریاب ہوتی ہے]"۔ اِس کو قبول فرماتا ہے اور اِسی پر بدلہ عنایت فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَ قُلُوْبِكُمْ [۳] "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے اَعمال اور دِلوں کو دیکھتا ہے"۔

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ "اِسی طرح اللہ (تبارک و

[۱] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔ [۲] درمنثور جلد ۶ ص ۵۶، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ ص ۴۴۔ [۳] ابن ماجہ ص ۳۱۵ حدیث نمبر ۴۱۴۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔

تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا اور اِس پر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کی بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) نیک لوگوں کو خوش خبری سنا دیں"۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ سے کھالوں کے بارے میں پوچھا گیا۔(عَنْ جِلْدِ الْاَضَاحِیْ) تو فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو گوشت اور خون نہیں پہنچتا اگر چاہو تو بیچ دو، اگر چاہو خود رکھ لو اور اگر چاہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں دے دو۔ اِسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے جانوروں کو تمہارے قبضے میں کر دیا ہے کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین اور شریعت اِسلامیہ کی راہ پا کر اُس کی مرضی کے کام کرو اور جو کام اُسے پسند نہیں اُن سے بچو۔ جو لوگ نیکوکار ہیں حُدودِ الٰہیہ کے پابند ہیں، شریعت کے عامل ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مانتے ہیں، وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور لائق خوش خبری ہیں۔

حدیث شریف:

ایک حدیث شریف میں ہے: اَنَّ الصَّدَقَةَ تَقَعُ فِیْ یَدِ الرَّحْمٰنِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ یَدِ السَّآئِلِ وَاَنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ اِلَی الْاَرْضِ [ع] "قبل اِس سے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں جائے، صدقہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکنے سے پہلے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا قطرہ الگ ہوتے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی بارگاہ میں قربانی قبول ہو جاتی ہے"۔

وَلِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا لِّیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ .... (الحج:۳۴)

"ہر اُمّت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی ہے تاکہ اِن بے زبان جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کا نام ذکر کریں۔ یہ جانور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے اُنہیں عطا فرمائے ہیں"۔

منسک کا معنی حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے یہ کیا ہے: الذبح و اراقة الدم "ذبح کرنا اور خون بہانا"۔ جب کوئی شخص ذبح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے: نَسَکَ یَنْسُکُ نُسْکًا اور جو جانور ذبح کیا جائے اُس کو نَسِیْکَةٌ کہتے ہیں۔ اِس کی جمع نسک ہے۔ اِس ارشادِ ربانی سے اُن لوگوں کی غلطی بھی آشکارا ہو گئی جو حج کے موقعہ پر منیٰ میں قربانی دینے کے تو قائل ہیں لیکن عیدالاضحیٰ کے موقع پر تمام مسلمان جو قربانیاں دیتے ہیں۔ اُن کو اسراف اور اضاعتِ مال کہتے ہیں۔ حالانکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس سالہ دَور میں ہر سال قربانی دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی دینے کا حکم فرمایا اور اِس کے احکام سے آگاہ فرمایا اور ہر دَور میں آج تک اُمّت مسلمہ کا ہر جگہ اِس پر عمل رہا ہے۔

قربانی کا حکم ہر پچھلی شریعت اور مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا ہے۔

پہلی قربانی کا واقعہ:

حضرت امّاں حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہر مرتبہ جوڑا پیدا ہوتا تھا۔ (ایک لڑکا اور ایک لڑکی، سوائے حضرت شیث علیہ السلام کے) وَکَانَ جَمِیْعُ مَا وُلِدَ اَرْبَعِیْنَ وَلَدًا فِیْ عِشْرِیْنَ بَطْنًا اَوَّلُهُمْ قَابِیْلُ وَ تَوَامَتُهٗ اِقْلِیْمَا وَثَانِیْهِمْ هَابِیْلُ وَّ تَوَامَتُهٗ لَبُوْدَآ وَاٰخِرُهُمْ اَبُو الْمُغِیْثِ وَ تَوَامَتُهٗ اُمُّ الْمُغِیْثِ [۵]

"(حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے) کل بیس مرتبہ چالیس بچے پیدا ہوئے، سب سے پہلے قابیل اور اُس کے ساتھ اقلیما پیدا ہوئی اور دوسری بار میں ہابیل اور لبودا پیدا ہوئی، آخر میں ابوالمغیث اور ام المغیث کی پیدائش ہوئی"۔

ع ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔ ۵ مظہری جلد ۳ ص ۷۸۔

وَكَانَ اٰدَمُ اِذَا شَبَّ اَوْلَادُهٗ يُزَوِّجُ غُلَامَ هٰذَا الْبَطْنِ جَارِيَةَ بَطْنٍ اُخْرٰى فَكَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَتَزَوَّجُ اَيَّةَ اِخْوَانِهٖ شَآءَ اِلَّا تَوْاَمَتَهٗ ۶ ''حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد جب جوان ہوجاتی تو آپ ایک بطن (جوڑے) کے لڑکے اور دوسرے بطن (جوڑے) کی لڑکی کا باہم نکاح کردیتے تھے بلکہ ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ اپنی ہمزاد لڑکی کے علاوہ جس بطن (جوڑے) کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے، کرسکتا تھا''۔

فَلَمَّا بَلَغَ قَابِيْلُ وَهَابِيْلُ النِّكَاحَ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى اٰدَمَ اَنْ يُّزَوِّجَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا تَوْاَمَةَ الْاٰخَرِ فَرَضِىَ هَابِيْلُ وَسَخِطَ قَابِيْلُ ۷ ''چنانچہ قابیل اور ہابیل جب نکاح کے قابل ہوئے، تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) نے (حضرت سیّدنا) آدم (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کی ہمزاد لڑکی سے نکاح کردیں۔ ہابیل تو اس پر رضامند ہوگئے مگر قابیل ناخوش ہوا''۔

قابیل کہنے لگا میں اِس کا زیادہ مستحق ہوں جو میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا تیری ہمزاد تیرے لئے حلال نہیں، قابیل نے یہ بات ماننے سے اِنکار کردیا اور بولا، یہ کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کا حکم نہیں ہے۔ صرف آپ کی رائے ہے۔

فَقَالَ اٰدَمُ فَقَرِّبَا قُرْبَانًا فَمَنْ يُّقْبَلُ قُرْبَانُهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا ۸ ''حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانی پیش کرو، جس کی قربانی قبول ہوجائے گی، وہی اُس کا مستحق قرار پائے گا''۔

قربانی کی قبولیت کا معیار:

آغازِ انسانیت سے قربانی کے قبول اور عدم قبول کا معیار یہ تھا کہ آسمان سے ایک سفید آگ آکر قربانی کھا جاتی تھی اور قربانی قبول ہوجاتی تھی اور اگر آگ نہ آتی تو قربانی غیر قبول قرار پاتی۔ اِس کا ثبوت سورۂ آل عمران کے اُن کلمات سے ملتا ہے: حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۹ ''جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائیں گے جسے آگ کھا جائے''۔ (پھر چرندے، درندے گوشت خور پرندے وہ کھا لیتے تھے)۔

پچھلے اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کے اَدوار میں یہ طریقہ تھا کہ صدقات کے مال کسی میدان یا پہاڑ پر رکھ دیئے جاتے تھے اور آسمانی آگ اُن کو آکر جلا دیتی تھی۔ یہی صدقات کی قبولیت کی علامت ہوتی تھی۔ (مگر رسول کریم ﷺ کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ ﷺ کی اُمت پر خاص اِمتیاز عطا فرمایا ہے کہ اَموال، صدقات اور قربانیاں آسمانی آگ کی نذر کرنے کی بجائے مسلمان فقیروں اور محتاجوں کو دیئے جاتے ہیں۔

قابیل اور ہابیل کی قربانی:

قابیل کاشتکار تھا۔ (قَابِيْلُ صَاحِبُ زَرْعٍ) فَقَرَّبَ صُبْرَةً مِّنْ طَعَامٍ مِّنْ اَرْدٰى زَرْعِهٖ ''اُس نے بہت ہی ردی قسم کے غلہ کا ڈھیر پیش کیا''۔ هَابِيْلُ صَاحِبُ غَنَمٍ فَعَمَدَ اِلٰى اَحْسَنِ كَبْشٍ مِّنْ غَنَمِهٖ فَقَرَّبَ بِهٖ ۱۰ ''ہابیل بکریوں والا تھا، اُس نے نہایت عمدہ مینڈھا قربانی میں پیش کیا''۔ فَوَضَعَا قُرْبَانَهُمَا عَلَى الْجَبَلِ ثُمَّ دَعَا اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَزَلَتْ نَارٌ مِّنَ السَّمَآءِ فَتُقُبِّلَ اَحَدُهُمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ''چنانچہ دونوں نے اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر رکھ دی پھر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے دُعا فرمائی اور آسمان سے ایک آگ آئی، تو اُن میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے

۶ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۷ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۸ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۹ آل عمران: ۱۸۳۔ ۱۰ مظہری جلد۳ ص۷۹۔

(یعنی قابیل) کی قربانی قبول نہ ہوئی''۔

پہلی اقوام کا حال کیسا تھا کہ اعمال کا دنیا ہی میں مقبول و نامقبول ہونے کا اعلان ہو جاتا تھا۔ ایسے لوگ جن کی قربانی قبول نہیں ہوتی تھی۔ دنیا ہی میں بدنام ہو جاتے تھے جیسے قابیل کا حال ہوا۔ لیکن ہمارے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی برکتیں ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے ہمیں اس بدنامی سے محفوظ فرمایا ہے۔

بنی اسرائیل میں قربانی تو مذہب کا ایک اہم رکن رہی ہے۔ تمام پچھلی اُمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کا نام لے کر ذبح کرتی تھیں اور سب کے سب مکہ مکرمہ میں اپنی قربانیاں کرتے تھے۔ قربانی کے حکم سے مقصد تو اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کے نام کی تعظیم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے حصول تقرب ہے۔ یہ جانور وغیرہ کی حیثیت تو محض ایک ذریعہ کی ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ٥ (الحج:۲۸) ''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام کا مقررہ دنوں میں ذکر کریں اِن بے زبان چوپائیوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس اُن میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ''۔

مقررہ دنوں سے مراد ایام نحر ہیں۔ یہ قول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور ہر تقدیر پر یہاں اِن دنوں سے خاص روز عید مراد ہے''۔ (خزائن العرفان)

کفار، حج کے دنوں میں جو جانور ذبح کرتے تھے، اُن کا گوشت خود نہیں کھاتے تھے مسلمانوں کو اجازت دی جا رہی ہے تم خود بھی کھاؤ اور جو غریب و مسکین ہیں اُن کو بھی کھلاؤ۔ البتہ جو جانور بطور کفارہ ذبح کئے جائیں گے اُن کا کھانا کفارہ دینے والے کے لئے جائز نہیں۔

سورۂ حج میں مزید فرمایا: **فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥** (الحج:۳۶) ''تو تم خود بھی اُس میں سے کھاؤ اور اُس میں سے اُسے بھی کھلاؤ جو قناعت کرنے والے ہیں اور مانگنے والے ہیں۔ ہم نے اِن جانوروں کو تمہارے لئے فرمانبردار بنا دیا ہے، تاکہ تم (اِس احسان کا) شکریہ ادا کرو''۔

ہم ذرا غور کریں جب ہم یہ جانور ذبح کرنے لگتے ہیں تو یہ جانور خاموش کھڑے رہتے ہیں اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہم اُن کی گردن پر چھری چلانے والے ہیں، لیکن رسی سے بندھے کھڑے رہتے ہیں، بھاگتے نہیں اور نہ ہی ہم پر حملہ کرتے ہیں۔ کبھی کبھار سننے میں آتا ہے کہ جب گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹانے لگے تو بھاگ کھڑی ہوئی لیکن پھر پکڑی جاتی ہے اور ذبح کر دی جاتی ہے۔ کس (کی قدرت) نے اِنہیں ہمارے تابع کر دیا ہے۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے، ورنہ اُونٹ جیسا قوی اور سرکش جانور ہمیں مَسل کے رکھ دے اور گائے اپنا سینگ ہمارے پیٹ میں گھونپ دے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ کریم جل وعلا نے اِن قوی اور طاقتور جانوروں کو ہمارے تابع کر کے اِنعامات سے سرفراز فرمایا ہے اِس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ ہم اُس کے شکرگزار بندے بن جائیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا نَحَرَ هَدِيَّةً اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبُضْعَةٍ فَطُبِخَ فَاَكَلَ مِنْ لَحْمِهَا وَحَسَامِنْ مَّرَقِهَا [۱] ''رسول کریم ﷺ نے جب قربانی کی تو حکم فرمایا کہ ہر اُونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا نکال کر پکا لیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے وہ گوشت کھایا اور شوربا پیا''۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، **اَحَبُّ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ اُضْحِيَّتِهٖ لِاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فَكُلُوْا مِنْهَا**

---

[۱] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۸۹۔

''میں اسے پسند کرتا ہوں کہ قربانی کا گوشت قربانی کرنے والا کھالے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے اس میں سے کھاؤ''۔

اُونٹ کا نحر کیسے ہے؟

قرآن مجید میں آتا ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ''اور قربانی کے ڈیل دار جانور اُونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ (ﷻ) کی نشانیوں سے کئے۔ تمہارے لئے اِن میں بھلائی ہے اور (ذبح کے وقت) اِن پر اللہ (ﷻ) کا نام لو۔ ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے پھر جب اِن کی کروٹیں گر جائیں تو اِن میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والوں اور سوال کرنے والوں کو کھلاؤ اور ہم نے ہی چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے کہ تم شکر گزاری کرو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''صوآف'' کے معنی اُونٹ کو تین پاؤں پر کھڑا کر کے اُس کا ایک پاؤں باندھ کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پڑھ کر اِسے نحر کرنے کے ہیں۔ [۱۲]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَتٰى رَجُلٌ قَدْ اَنَاخَ بُدْنَةً يَنْحَرُهَا فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ [۱۳]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے اپنے اُونٹ کو نحر کرنے کے لئے بٹھایا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اِسے کھڑا کر دے اور اِس کا پاؤں باندھ کر اِسے نحر کر، یہی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّت ہے''۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کا بیان کرتے ہوئے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تریسٹھ اُونٹ اپنے نورانی ہاتھ مبارک سے نحر کئے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں حربہ تھا۔

جب اُونٹ نحر ہو جائے، ٹھنڈا پڑ جائے تو خود کھاؤ اوروں کو کھلاؤ۔ نیزہ مارتے ہی ٹکڑے کاٹنے شروع نہ کرو۔ بلکہ جب تک روح نہ نکل جائے اور جانور ٹھنڈا نہ پڑ جائیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ [۱۴] ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہر چیز کے ساتھ اچھا سلوک کرنا لکھ دیا ہے۔ دشمنوں کو میدانِ جنگ میں قتل کرتے وقت بھی نیک سلوک رکھو اور جانوروں کو ذبح کرتے وقت اچھی طرح نرمی کے ساتھ ذبح کرو، چھری تیز کر لو اور جانور کو تکلیف نہ دیا کرو''۔

---

[۱۲] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴، درمنثور جلد ۶ ص ۵۲، ابن جریر جلد ص ۱۵۳، فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۶۷۔ [۱۳] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴، فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۶۷۔ [۱۴] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۱، ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۹۱، نسائی، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۰۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۷۰، داری جلد ۲ ص ۸۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸۶۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۶۰، مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴۔

جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات

غریب اور یتیم طلباء وطالبات کے لئے ترجمۃ القرآن، تفسیر قرآن، الشہادۃ الثانویہ خاصہ، الشہادۃ العالیہ، الشہادۃ العالمیہ کی کلاسز میں فری داخلہ اور ہوسٹل میں رہائش کی سہولت موجود ہے۔

رابطہ کے لئے: نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب، متصل جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936,042-36880027-28,36187575

درسِ حدیث شریف

(ریڈیو پاکستان سے ۱۶ اگست ۲۰۱۱ کو انٹرنیٹ پر نشر کیا گیا)

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم بسم الله الرحمن الرحيم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا اَقْضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعُوْنَ [1] ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے اور آپ ﷺ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی۔ ہم آپ ﷺ کی عیادت کے لئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اُس وقت نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھا چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: امام اِس لئے بنایا گیا ہے یا بنایا جاتا ہے کہ اُس کی اِقتداء و پیروی کی جائے جب اِمام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب اِمام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سر اُٹھائے تو تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب اِمام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو''۔

جب رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے کئی دن بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے گھوڑے سے گرنے اور زخمی ہونے کی کئی حکمتیں ہیں۔ مثلاً (۱) رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے زخمی ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شرفِ عیادت حاصل ہوا' (۲) اِس سے معلوم ہوا کہ شیخ' اُستاد یا کسی بزرگ کے علیل ہونے پر اُن کی عیادت کے لئے جانا سُنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے' (۳) سواری سے گرنے والے اِمام کے لئے تسلی ہو کہ وہ اِس حال میں بھی شرف بالاقتداء حاصل کر سکتا ہے' (۴) اگر کوئی شخص سواری سے گر پڑے تو اُس کا مذاق نہ اڑایا جائے کیونکہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ بھی سواری سے گرے تھے' (۵) اگر کوئی شخص سواری سے گر پڑے تو وہ اِس میں خفت محسوس نہ کرے بلکہ محبتوں اور عقیدتوں والے تو اَیسے حال میں اپنے بزرگوں اور محبوبوں کے ناز اُٹھاتے تھے اور شرفِ خدمت حاصل کرنے کو غنیمت جانتے ہیں۔

زیرِ بحث حدیث شریف سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ مقتدی کو اِمام کی پیروی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا یعنی ''اِمام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ [2] کہے تو تم آمین کہو''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ [3] ''جب تم میں سے کوئی نماز کو آئے اور اِمام کسی حالت میں ہو تو جیسا اِمام کر رہا ہو وہی خود کرے''۔ یعنی اپنی باقی ماندہ نماز پہلے نہ پڑھے بلکہ اِمام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ سلام پھیرنے کے بعد باقی ماندہ نماز پوری کرے۔

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۷/۴۱۱' بخاری حدیث نمبر ۶۸۹' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۱۰ حدیث نمبر ۸۵۱۔ [2] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۳۸' مسلم حدیث نمبر ۸۷/۴۱۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۰' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۷۶' مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۹۴۔ [3] ترمذی حدیث نمبر ۵۹۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۹۲' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۴۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۶۶۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهُ شَيْئًا وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ** [۴] ''جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کر لو اور اُسے کچھ شمار نہ کرو (یعنی سجدہ ملنے سے رکعت نہ ملے گی) اور جس نے رکوع پالیا اُس نے رکعت پالی''۔ نماز دین کے تمام اعمال میں سے اہم اور مقدم ہے اور دین کے نظام میں نماز کا درجہ اور مقام وہی ہے جو اِنسان کے جسم میں دِل اور سر کا ہے۔ نماز کی اِمامت بہت بڑا دینی منصب اور بڑی ذمہ داری ہے' ایک طرح رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت بھی ہے۔ اِس کی جماعت اور اِمام کی اِمامت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح جماعت اور اِمام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اِسی طرح اِمام کی پیروی کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے بلکہ مقتدی پر اِمام کی پیروی واجب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَمَا يَخْشَى الَّذِىْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ** [۵] ''جو شخص اِمام سے پہلے اپنا سر اُٹھالیتا ہے وہ اِس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُس کا سر گدھے کا سا کرے''۔ یہ اِرشادِ مبارک اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں یعنی اِمام سے آگے بڑھنا اِتنا جرم ہے کہ اِس پر صورت مسخ ہو سکتی ہے۔ اور اگر کبھی ایسا نہ ہو تو یہ ربّ ذوالجلال والاکرام کی شفقت اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کی تیسری جلد کے صفحہ ۱۹۹ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے' فرماتے ہیں' کہ وہ دمشق کے کسی مشہور شیخ کے پاس حدیث شریف سیکھنے گئے۔ وہ شیخ پس پردہ بیٹھ کر اُنہیں حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے ایک دن اُن کے اصرار پر پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ اُن کی شکل گدھے کی طرح تھی اور فرمایا میں اِس حدیث شریف کو خلافِ عقل سمجھ کر آزمائش کے لئے اِمام سے آگے بڑھا تھا تو اِس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **اَلَّذِىْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَيَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهٗ بِيَدِ الشَّيْطٰنِ** [۶] ''جو شخص اِمام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا اور جھکاتا ہے اُس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک روز نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب نماز پوری ہوئی تو اپنا نورانی رُخ زیبا ہماری طرف فرمایا اور اِرشاد فرمایا: **اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ اَمَامِىْ وَخَلْفِىْ** [۷] اے لوگو! میں تمہارا اِمام ہوں لٰہذا رکوع' سجود' قیام اور فراغت میں مجھ سے آگے نہ بڑھو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے آگے سے بھی دیکھتا ہوں اور اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

آگے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اِمام سے پہلے رکوع میں پہنچے اور اِمام کے رکوع میں آنے سے پہلے اُٹھ جائے۔ اِس صورت میں اُس کا رکوع اِمام کے ساتھ نہیں ہوا کیونکہ اِمام کے ساتھ شرکت نہ ہو سکی۔ دوسرے یہ کہ مقتدی پہلے رکوع میں گیا مگر اِمام کے ساتھ رکوع سے اُٹھا اِس صورت میں اِمام کے ساتھ شرکت شمار کی جائے گی۔ بہر حال مقتدی پر اِمام کی پیروی واجب ہے ۔ اِمام سے جلدی نہیں کرنی چاہئے نماز کے اَقوال واَفعال میں' سب میں اِمام کے پیچھے پیچھے رہنا چاہئے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

بارگاہ ربّ ذوالجلال والاکرام میں دُعا ہے ربّ کائنات جل جلالہ ہمیں اپنی بندگی کے آداب اور اصول وضوابط کے علم کے نور سے منور فرمائے اور نمازوں میں خشوع وخضوع نصیب فرمائے۔ آمین!

---

[۴] ابو داؤد حدیث نمبر ۸۵۳۔ [۵] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۴۱' بخاری حدیث نمبر ۶۹۱' مسلم حدیث نمبر ۱۱۴/۴۲۷' ابو داؤد حدیث نمبر ۶۲۳' ترمذی حدیث نمبر ۵۸۲' نسائی حدیث نمبر ۸۲۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۶۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۴۔ [۶] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۴۹' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۷۔ [۷] مسلم حدیث نمبر ۱۱۲/۴۲۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۳۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۶' مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۹۳۔

ذبح ذبیحہ قربانی
اور مسائل قربانی
(اِس ماہ کا خصوصی مضمون)

(ادارہ)

ذبح، ذبیحہ اور قربانی:

گلے میں چند رگیں ہیں' اُن کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور اُس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں۔ اُسے ''ذبیحہ'' کہتے ہیں۔

بعض جانور ذبح کئے جاتے ہیں، بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کئے جاتے وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) اور جو ذبح کئے جاسکتے ہیں وہ بغیر ''ذکاۃ شرعی'' حلال نہیں۔

ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اِس طرح ذبح یا نَحر کیا جائے کہ حلال ہوجائے۔ ''ذکاۃ شرعی'' دو قسم کی ہے: (۱)۔ ذکاۃ اختیاری اور (۲)۔ ذکاۃ اِضطراری۔

ذکاۃ اِختیاری کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ نَحر اور (۲)۔ ذبح

ذکاۃ اِضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے۔

ذبح اضطراری:

ذبح اضطراری یہ ہے کہ اگر پالتو جانور بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ماریں۔ اُس کے لئے گردن میں ہی ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ جس جگہ سے بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے۔ یونہی اگر جانور کنوئیں میں گر گیا اُس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بِسْمِ اللہِ وَ اللہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہلاک کر دیں، ذبح ہوگیا۔ اِسی طرح اگر جانور حملہ آور ہوا جیسا کہ بیل اور سانڈھ اکثر حملہ کر دیتے ہیں اُن کو بھی اسی طرح ذبح کیا جاسکتا ہے۔

آبادی میں بکرا یا بکری بھاگ گئی تو اُس کے لئے ذبح اِضطراری نہیں ہے کہ بکری پکڑی جاسکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہوسکتی ہے۔ گائے، بیل اور اُونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا اُن کے لئے ایک جیسا حکم ہے، ہوسکتا ہے آبادی میں بھی اُن کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔

نَحر:

حلق کے آخری حصّہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نَحر کہتے ہیں۔ اُونٹ کو نَحر کرنا سُنّت ہے۔ اگر اُونٹ کو نَحر نہ کیا بلکہ ذبح کیا تو جانور اِس صورت میں بھی حلال ہے مگر اَیسا کرنا خلاف سُنّت ہے۔

ذَبح:

ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے۔ لبہ سینے کے بالائی حصّہ کو کہتے ہیں۔ گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سُنّت ہے اور اگر ذبح کی بجائے نَحر کیا تو جانور اِس صورت میں بھی حلال ہوجائے گا مگر اَیسا کرنا خلاف سُنّت ہے۔ عوام النّاس میں یہ جو مشہور ہے کہ اُونٹ کو تین جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے یہ غلط ہے اور بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔

ذَبح میں کاٹی جانے والی رگیں:

ذبح میں کاٹی جانے والی چار رگیں ہیں: (۱)۔ حلقوم، (۲)۔ مری، (۳، ۴)۔ دوجیین۔

حلقوم: یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔

مری: اِس سے کھانا پانی اُترتا ہے۔

دوجیین: یہ حلقوم اور مری کے اَغل بغل دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔ جانور کا پورا حلقوم ذبح کی جگہ۔ اوپر، درمیان، نیچے جس جگہ میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے۔

ذَبح سے جانور حلال ہونے کے لئے چند شرطیں:

(۱)۔ ذبح کرنے والا عاقل ہو، (۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، (۳)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کرنا،

۞ یہ مضمون فقہ کی عظیم کتاب ''بہارِ شریعت'' اور دیگر کتب احادیث مبارکہ سے ترتیب دیا گیا ہے جن کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔

(۴)۔خود ذبح کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام اپنی زبان سے کہے،(۵)۔ بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ذبح کے لئے کہا جائے، (۶)۔غیر مسلم اہلِ کتاب ہو تو اُس کا ذبیحہ حلال ہے،(۷)۔اہل کتاب کا ذبیحہ اُس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو،(۸)۔جس جانور کو ذبح کیا جائے بوقت ذبح زندہ ہو اگرچہ زندگی کا تھوڑا حصہ باقی ہو،(۹)۔ذبح کے بعد خون کا نکلنا یا جانور کی حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اِس سے اُس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اِن کا ذبیحہ بھی حلال ہے:

گونگے کا، اگر مسلمان اور اہل کتاب ہو، جس کا ختنہ نہ ہوا، ابرص یعنی سفید داغ والے کا، جن کا اگر اِنسانی شکل میں ہو اور عورت کا۔

ذبح سے جانور حرام ہونے کے اُمور:

(۱) مجنوں کا ذبیحہ،(۲) ایسا بچہ جو بے عقل ہو اُس کا ذبیحہ، (۳) مشرک، مرتد اور مرزائی کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے،(۴) اہل کتاب اگر غیر اہلِ کتاب ہو گیا تو اب اُس کا ذبیحہ،(۵) مسلمان اگر معاذ اللہ، عیسائی، یہودی یا مرزائی ہو گیا کہ یہ مرتد ہے، تو اِس کا ذبیحہ، (۶) عیسائی قصائی نے ذبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے، تو جانور حرام ہے،(۷) مسلمان قصائی نے بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنے کی بجائے جانور کے گلے پر چھری چلاتے وقت کہہ دیا بِسۡمِ فُلَانٌ تو جانور حرام ہو گیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں آتا ہے: وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ۔ ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔(۸) خود ذبح کرنے والا بھولا نہ تھا اُسے یاد تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لیا یا قصداً بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ نہ کہا اگرچہ دوسروں نے نام لیا تو جانور حرام ہے،(۹) بِسۡمِ اللّٰہِ وَاِسۡمِ فَلَانٌ کہا اِس صورت میں بھی جانور حرام ہے،(۱۰) چھینک آئی اور اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہا اور لگتے ہاتھ ذبح کر دیا یہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ذبح کے لئے نہیں بلکہ چھینک پر مقصود تھا، اِس لئے جانور حلال نہیں۔

جانور کس چیز سے ذبح کیا جائے:

ہر اُس چیز سے ذبح کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضروری نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کرے۔ دھار دار پتھر سے بھی جانور ذبح ہو سکتا ہے۔

مکروہات:

(۱) اُونٹ کو نَحر کی بجائے ذبح کرنا،(۲) گائے یا بکری وغیرہ کو ذبح کی بجائے نَحر کرنا،(۳) اُونٹ کو تین جگہ سے نَحر کرنا، (۴) کند چھری سے ذبح کرنا،(۵) جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا،(۶) جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو لے جانا، (۷) ذبح کے وقت سر کٹ کر جدا ہو جانا،(۸) اِس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے،(۹) ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے،(۱۰) ٹھنڈے ہونے سے پہلے کھال اُتارنا، اَعضاء کاٹنا، گردن کو توڑنا، گردن کی طرف سے ذبح کرنا،(۱۱) ذبح سے پہلے اُس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں،(۱۲) جانور کا منہ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا،(۱۳) قربانی کے لئے گائے خریدی پھر اُس میں کچھ لوگوں کو شریک کر لیا۔ سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسائل:

۱۔ ذبح کرنے اور بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے، اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر درمیان میں واقع ہوا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا، ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کر لی یہ عمل قلیل ہے۔ اِس صورت میں جانور حلال ہے۔

۲۔ دو بکروں کو اُوپر نیچے لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ پڑھ کر ذبح کر دیا، دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کرنے کے فوراً بعد دوسرے کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اُس کے

لئے پھر بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنی ہوگی۔ پہلے جو پڑھ چکا وہ دوسرے کے لئے کافی نہیں۔

۳۔ بکرا یا گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ جانور اُٹھ کر بھاگ گیا پھر اُسے پکڑ کر لایا اور لٹایا تو اب پھر بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے، پہلے کا پڑھا ہوا ختم ہوگیا۔

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱) گائے، (۲) اُونٹ اور (۳) بکری۔ اِن کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہیں۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

قربانی کے جانور تقسیم کرنا:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو میرے حصّہ میں چھ ماہ کا بکری کا بچہ آیا، اُس کا ذکر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہی ذبح کرلو“۔ [۱]

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اِشارے سے فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں ہیں۔

(۱) لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (۲) کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳) بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو، اور (۴) ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔ [۲]

۲۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں ”رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اِس میں زیادہ کا اِعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہوجائے گی)“۔ [۳]

۳۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی فرماتے ہیں: ”حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے سینگ اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا مغز ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے اگرچہ خول ٹوٹا ہو)“۔ [۴]

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا جائے اُس وقت اُس میں عیب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی، بعد میں عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اُس کی قربانی کرے۔ یہ اُس وقت کہ اُس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اُس نے منّت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور منّت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی۔ اُس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہوگیا اِس صورت میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

---

[۱] بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲، جلد ۴ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۲۷۸، جلد ۷ ص ۳۴۷، ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۲۰۔ [۲] ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴، موطا امام مالک ص ۴۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۲۳۴، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۲، دارمی جلد ۲ ص ۷۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۸۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۷۴۔ [۳] ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔
[۴] ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

قربانی کے وقت جانور اُچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں، قربانی ہوجائے گی۔ قربانی کا جانور مرگیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

دس سال قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مدینہ شریف میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے''۔ ۵

گائے اور اُونٹ میں سات حصّے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ''گائے سات کی طرف سے اور اُونٹ بھی سات کی طرف سے ہے''۔ ۶

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی اُن میں ایک کا اِنتقال ہوگیا۔ اُس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اِس گائے کو اپنی طرف سے اور اُس کی طرف سے قربانی کرو اور اُنہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اِجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔ قربانی کے شرکاء میں ایک مرزائی ہے یا اُن میں ایک کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو اس کی قربانی نہ ہوئی۔

شرکاء میں سے ایک کی نیت اِس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سالِ گذشتہ کی قربانی ہے تو جس نے اِس سال کی نیت کی اُس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سالِ گذشتہ کی قربانی اِس سال نہیں ہوسکتی۔ اِن لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ اِن لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔ (بہارِ شریعت)

قربانی کن پر واجب ہے؟

جن پر قربانی واجب ہے وہ اہلِ اِیمان درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان، (۲) مالدار، (۳) آزاد، اور (۴) مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دن:

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی ۷ ''عید قربان کے دن کے بعد قربانی دو دن اور ہے''۔

بعد از طلوع چاند؟

''حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ''جو شخص قربانی کی نیت رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر نہ تو اپنے سر اور مونچھوں وغیرہ کے بال تراشے اور نہ ہی ناخن کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کرلے۔'' ۸ (یعنی قربانی کرنے کے بعد مذکورہ بالا کام کرے اور جس کو پہلے دن قربانی نہ کرنی ہو وہ چاہے تو عید الاضحٰی کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنالے تو کوئی حرج نہیں)۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وصیّت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم رؤف

۵ ترمذی جلد ا ص ۲۷۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۶ مشکوٰۃ ص ۱۲۷، ترمذی جلد ا ص ۲۷۶، مؤطا امام مالک ص ۴۹۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۲، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۰، نصب الرایہ جلد ۴ ص ۲۰۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱۶۱۔ ۷ مؤطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۸ سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۱، مسلم جلد ۲ ص ۱۶۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲۔ ۲۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

ورحیم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں''۔ ۹

مسئلہ نمبر ۱: سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق و شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ استطاعت عشاق، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقانِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا امام حسین، حضرت سیّدنا داتا گنج بخش، حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ یا اپنے شیخ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ (اپنی استطاعت کے مطابق)

مسئلہ نمبر ۲: گائے اور اُونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳: خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اِسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ نمبر ۴: بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میّت کی قربانی ہو تو اُس کا سارا گوشت خیرات کردیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میّت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر اور اَمیر سب کو کھلائے۔

مسئلہ نمبر ۵: قربانی جانور کو ذبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دِنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

مسئلہ نمبر ۷: یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروبِ آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸: گائے کی قربانی میں جب مختلف افراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اَندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ وزن کئے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا زیادہ ملنے کا اِحتمال ہوسکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۹: بکری، گائے، اُونٹ میں تمام قسمیں، نر و مادہ خصی و غیر خصی سبھی داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے۔ ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا اُتارا جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۱: قربانی کا گوشت خود کھا سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی دے سکتے ہیں چاہے غنی ہو یا فقیر۔

مسئلہ نمبر ۱۲: ذبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ جانور کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہئے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کا منہ قبلہ شریف کی طرف ہوجائے اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اُس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کرے۔

مسئلہ نمبر ۱۳: قربانی کی کھال اُس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کردینا چاہئے۔ کھال کو اگر اپنے اِستعمال میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کردیں۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴: ذبح کرنے والے کو اُجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اُجرت اَلگ دی اور پھر اُن میں سے کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۵: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آ کر

۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہو گی تو جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اُس کے بدلے قربانی واجب ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت)

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا:

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اُس کا دُودھ پینا مکروہ و ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اُس پر کوئی چیز لادنا یا اُس کو اُجرت پر دینا، غرض اُس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اُس کی اُون کاٹ لی یا دُودھ دوہ لیا تو اُسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اُس پر کوئی چیز لادی تو اُس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی تو اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔

قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اُس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اُس کے پیسے صدقہ کر دیں اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اُس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصّہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، فتاویٰ عالمگیری)۔

ذبح کرنے سے پہلے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی چتکبرے سینگ والے بکرے (عیدِ قربان کے دن) ذبح کیے۔ جب اُنہیں قبلہ رُو لٹا لیا تو فرمایا: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ذَبَحَ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ "میں نے اپنے چہرے کو اُس ذات کی طرف متوجہ کیا۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر ہوں۔ (ہر بے دینی سے الگ) اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اِسی کا حکم ملا ہے اور میں تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے پروردگار یہ تیری طرف سے اور تیرے لئے ہے۔ (حضرت) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کی اُمّت کی طرف سے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (یہ کلمات اَدا فرمائے اور پھر جانور کو ذبح فرمایا)۔

آج جو مسلمان قربانی کرے وہ (عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ) کے الفاظ نہ کہے۔ بقیہ تمام کلمات ذبح کرنے سے پہلے ادا کرے۔ کیونکہ یہی صحیح طریقہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بالفرض اگر کسی کلمہ گو مسلمان کو یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا نہ بھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نورانی دست مبارک سے جانور کو ذبح کیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔[۱] "بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ (جل شانہٗ) یہ میری طرف سے اور میری اُمّت کے اُن لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکیں"۔

قربانی کا وقت:

"حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قربانی کے دن حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اَبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے ہی

[۱] ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کر دی گئیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذبح کر لیا ہو تو وہ اُس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے عید قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اُس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے اَبھی نہ کی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر کرے''۔ ۱۱

کتبِ احادیث میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کر لیا ہو، اُسے دوبارہ قربانی کرنی چاہئے بخاری شریف میں ہے ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کر دی وہ اُس کے اپنے نفس کے لئے۔ (یعنی اُس کے لئے قربانی کا اَجر وثواب نہیں ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی (کا جانور) ذبح کیا۔ اُس نے قربانی پوری کر لی۔ اور مسلمانوں کے طریقے کو پا لیا''۔

محبوبِ عمل:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ''نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''یوم النحر''، یعنی دسویں ذی الحجہ میں ابنِ آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے (اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کی بارگاہِ اَقدس میں مقامِ قبولیت پر پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو''۔ ۱۲

محبوب صالح عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے نزدیک کوئی دن اِن دس دنوں (یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں) سے زیادہ محبوب نہیں ہے جن میں نیکیاں کی جائیں۔ (یعنی اِن دس دنوں کی نیکیاں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم (کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں)۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلا پھر اُس میں کچھ لے کر واپس نہ لوٹا''۔ ۱۳ انہی سے مروی دوسری روایت میں ہے: ''ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جو بھی نیک عمل کیا جاتا ہے وہ دوسرے دنوں کے اَعمال سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ اور اَجر میں بہت عظیم ہے''۔ ۱۴ باقی حدیث شریف مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی پر خرچ کیا گیا اُس سے زیادہ کوئی روپیہ پیسہ پیارا نہیں''۔ (طبرانی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے (بقر عید کے دن) فرمایا: ''اِس دن پہلا جو کام ہم کرتے ہیں، وہ نماز ہے پھر نماز سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں، جو شخص اَیسا کرے (یعنی نماز پڑھ کر) قربانی کرے، اُس نے ہماری سُنّت پر عمل کیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہ ہوئی بلکہ اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت کا تاوہ (قربانی) عبادت میں شامل نہیں ہوگی''۔ ۱۵

---

۱۱ بخاری جلد ۲ص ۱۳۲، مسلم جلد ۲ص ۱۵۷، موطا امام مالک ص ۴۹۵، سنن نسائی جلد ۲ص ۱۵۳، ابن ماجہ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۲ ابن ماجہ ص ۲۳۳، ترمذی جلد ۱ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۳ ابن ماجہ ص ۱۲۵، مسند احمد جلد ۱ص ۲۲۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ص ۱۹۸، نصب الرایہ جلد ۲ص ۱۵۶، شرح السنۃ جلد ۲ص ۶۲۳، ابوداؤد جلد ۱ص ۳۳۸، ترمذی جلد ۱ص ۱۵۸، بخاری جلد ۱ص ۱۳۲، داری جلد ۲ص ۲۵، در منثور جلد ۱ص ۲۲۷۔ ۱۴ داری جلد ۲ص ۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ص ۱۹۸۔ ۱۵ بخاری جلد ۲ص ۸۳۲، شرح السنۃ جلد ۲ص ۶۱۴، مسلم جلد ۲ص ۱۵۴، مسند احمد جلد ۲ص ۲۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ص ۲۶۳، کنز العمال جلد ۲ص ۲۸۲۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اُس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کی سُنّت پر چلا''۔ ۱۶

ہر گھر والے پر قربانی:

حضرت مخنف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، عرفہ کا دن تھا نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یٰۤ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّۃً وَ عَتِیْرَۃً** ''اے لوگو! ہر گھر پر قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے'' **ھَلْ اَتَدْرُوْنَ مَا الْعَتِیْرَۃُ؟ھِیَ الَّتِیْ یُسَمِّیْھَا النَّاسُ الرَّجَبِیَّۃَ** ۱۷ ''تم جانتے ہو ''عتیرہ'' کیا ہے؟ فرمایا: یہ رجب المرجب کی قربانی ہے''۔

شروعِ اسلام میں ''عتیرہ'' واجب تھی عتیرہ اس مذبوح جانور کا نام ہے جو مسلمان اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے لئے ذبح کرتے تھے پھر قربانی کے وجوب سے رجب المرجب کی قربانی منسوخ ہوگئی۔ دوسری روایت میں عتیرہ کی منسوخی کا ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَۃَ** ۱۸ ''(اِسلام میں) نہ فرع ہے نہ عتیرہ''۔ ''فرع'' اِس کو کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جس جانور کا اوّل بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ اِسلام میں اِس کو منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے کفار کی مشابہت ہے لیکن قربانی کا وجوب اِس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ قربانی واجب ہونا قرآنِ مجید سے بھی ثابت ہے: **فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ** (الکوثر:۲) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اپنے رَبّ ذوالجلال والاکرام کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں''۔

اختیارِ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ مبارک پڑھا اور اِرشاد فرمایا: ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اُس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی، میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے، (یعنی پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اُس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں''۔ (یعنی کافی نہ ہوگی)۔ ۱۹

عورت بھی ذَبح کر سکتی ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ ہے: **اَمَرَ اَبُوْ مُوْسٰی بَنَاتِہٖ اَنْ یُّضَحِّیْنَ بِاَیْدِیْھِنَّ** ۲۰ ''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذَبح کریں''۔

قربانی کے گوشت کے حصّے:

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص یعنی غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، پکا کر بھی کھلا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کریں ایک حصّہ فقراء کے

۱۶ شرح السنۃ جلد۲ص ۶۱۴، بخاری جلد۲ص ۸۳۲، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۹ص ۲۷۶۔ ۱۷ ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۲۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۳۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۷، دارمی جلد۲ص ۸۰، شرح السنۃ جلد۲ص ۲۲۶۔ ۱۹ ابوداؤد جلد۲ص ۳۱، بخاری جلد۲ص ۸۳۲، نسائی جلد۲ص ۲۰۴، تلخیص الحبیر جلد۴ص ۱۳۹، کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ص ۲۸۴۔ ۲۰ بخاری جلد۲ص ۸۳۴۔

لئے، ایک حصّہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کردینا بھی جائز ہے۔ ۲۱

تین دن سے زیادہ گوشت رکھ کر کھانے کی رخصت:

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھو اس لئے کہ کشادگی کریں گے طاقت والے لوگ بے طاقت والوں پر۔ سو اب کھاؤ تم جس طرح چاہو اور کھلاؤ اور جمع کرو''۔ ۲۲ لہٰذا تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔ (مسئلہ) بعض لوگ عیدالاضحی کے دن کہتے ہیں کہ ہمارا روزہ ہے حالانکہ روزہ تو قبل طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ البتہ عیدالاضحیٰ کے دن یہ عمل مستحب ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو وہ قربانی کرنے کے بعد قربانی کے گوشت میں سے کھائے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحی کے روز کچھ کھائے پیئے بغیر عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

قربانی کی کھالوں کا بیان:

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں حکم فرمایا کہ اُونٹ کا گوشت اُن کی کھالیں اور جھولیں سب (چیزیں) بانٹ جائیں''۔ ۲۳

مُسِنّہ: مُسِنّہ وہ اُونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے سال میں داخل ہوا ہو۔ اور گائے، بھینس اور بیل میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے سال میں داخل ہوا ہو۔ اور بکری جو ایک برس کی ہو اور دوسرے سال میں لگ گئی ہو۔ (اِن سب کا قربانی کے لئے مُسِنّہ ہونا شرط ہے یعنی دوانتہ)۔ مگر دنبہ اور بھیڑ اگر جذعہ بھی ہو تو درست ہے۔ جذعہ اُسے کہتے ہیں جو چھ مہینے سے زیادہ ہوا اور ایک برس سے کم۔ اگر یہ مُسِنّہ بہم نہ پہنچے تو جذعہ درست ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ بھیڑ یا مینڈھا کی نسل سے ہو۔

اِمام کا عیدگاہ میں قربانی کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عیدگاہ میں ذبح فرماتے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے''۔ ۲۴

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قربانی کی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قربانی کی پھر فرمایا: اے ثوبان اِس بکری کے گوشت کو ہمارے لئے صاف کر، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر وہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاف کر کے پکا دیا گیا اور میں وہی گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے''۔ ۲۵ (سفر ختم ہوگیا)۔

مَنّت کی قربانی:

قربانی اگر منّت کی ہے تو اُس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ امیروں کو کھلا سکتا ہے اُس کو صدقہ کردینا واجب ہے۔ مَنّت ماننے والا غنی ہو یا فقیر دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

قربانی اور عقیقہ:

ایک گائے اور اُونٹ میں سات حصے ہوتے ہیں یعنی اِس ایک جانور میں سات اشخاص کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے اگر ایک گائے میں دو حصّے قربانی کے اور باقی پانچ حصے عقیقہ کے رکھ لئے جائیں تو یہ بھی صحیح ہے۔ قربانی والوں کی طرف سے قربانی ہوجائیگی اور عقیقہ والوں کی طرف سے عقیقہ ہوجائے گا۔ قربانی کے لئے جو شرائط جانور کی ہونی چاہییں وہی شرائط عقیقہ کے لئے بھی ہیں۔

---

۲۱ ابن کثیر جلد۴ ص ۱۸۹۔ ۲۲ مسلم جلد۲ ص ۱۵۸، ترمذی جلد۱ ص ۱۷۷، موطا امام مالک ص ۴۹۶۔ ۲۳ ابن ماجہ ص ۲۲۵۔ ۲۴ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، بخاری جلد۲ ص ۸۳۳، مسند احمد جلد۳ ص ۲۵۸، ۱۴۲، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۱۷۔ ۲۵ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۳، مسلم جلد۲ ص ۱۵۹۔

''مسجد ضرار'' مفسرین کی نظر میں

(قسط نمبر ۳)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

تفسیر ابن کثیر:

اِن آیاتِ کریمہ کا سببِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ (منورہ) میں قبیلہ خزرج کا ایک آدمی رہتا تھا جس کا نام ابو عامر راہب تھا۔ یہ ایامِ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور اہلِ کتاب کا علم حاصل کر چکا تھا۔ ایامِ جاہلیت میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اپنے قبیلہ میں اِس کو بڑا مقام حاصل تھا۔ جب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسلمانوں کا آپ ﷺ کے پاس اِجتماع ہونے لگا اور اِسلام کا بول بالا ہو گیا اور بدر کی لڑائی میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب رکھا تو ابو عامر پر یہ بات بہت شاق گزری اور کھلم کھلا عداوت ظاہر کرنے لگا اور مدینہ منورہ سے بھاگ کر کفارِ مکہ اور مشرکینِ قریش سے جا ملا اور اُنہیں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے پر مائل کرتا تھا۔ اب عرب کے سارے قبیلے اکٹھے ہو گئے اور جنگِ اُحد کے لئے پیش قدمی کی۔ نتیجہ میں مسلمانوں کو جو ضرر پہنچا' اللہ عزوجل نے اُس جنگ میں مسلمانوں کا اِمتحان لیا۔ دُنیا نہ سہی لیکن عاقبت تو متقین ہی کے لئے ہے۔ ابو عامر نے شروع جنگ میں اپنی قوم اَنصار کی طرف بڑھ کر اُنہیں مخاطب کیا اور اُنہیں اپنی مدد اور اپنی موافقت کی دعوت دی۔ جب اَنصار نے ابو عامر کی یہ حرکت دیکھی تو کہنے لگے کہ اَے فاسق! اَے عدو اللہ! خدا تجھے برباد کرے اور اُس کو گالیاں دیں' اُس کی عزت ریزی کی۔ اَب وہ یہ کہتا ہوا واپس گیا کہ میرے بعد میری قوم تو اور بگڑ گئی۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اُس کے فرار ہونے سے پہلے اُس کو دعوتِ اِسلام دی تھی اور قرآنِ مجید کی وحی اُسے سنائی تھی لیکن اِسلام لانے سے اُس نے اِنکار کیا اور سرکشی اِختیار کی تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے بددُعا دی کہ کمبخت جلا وطنی اور پردیس کی موت مرے۔ چنانچہ یہ بددُعا اُس پر کارگر ہوئی اور یہ بات اِس طرح وقوع پذیر ہوئی کہ جب جنگِ اُحد سے فارغ ہوئے اور اُس نے دیکھا کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا تو اور بول بالا ہو رہا ہے' اِسلام بڑھتا جا رہا ہے تو وہ ملکِ روم ہرقل کے پاس گیا اُس سے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف مدد مانگی۔ اُس نے وعدہ کیا' اُس نے اپنی اُمیدیں کامیاب ہوتی دیکھیں تو ہرقل کے پاس ٹھہر گیا اور اپنی قوم اَنصار میں سے اُن لوگوں کو مکہ مکرمہ بھیجا جو اہلِ نفاق تھے کہ لشکر لے کر آ رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ سے خوب جنگ ہو گی۔ اُن پر غالب آ جاؤں گا اور اُنہیں اپنی اِسلام سے پہلے کی سابقہ حالت پر آنا پڑے گا اور اُن اہلِ نفاق کو حکم بھیجا کہ اُس کے لئے پناہ کی جگہ بنائے رکھو اور میرے اَحکام اور مراسلے جو لے کر آیا کریں اُن کے لئے قیام گاہ اور مامن بنائے رکھو تا کہ اِس کے بعد جب وہ خود آئے تو اُس کے لئے کمین گاہ کا کام دے۔ **چنانچہ اُن منافقین نے ''مسجدِ قبا'' کے قریب ہی ایک اور مسجد بنا ڈالی۔ اُس کی تعمیر کر دی اُس کو پختہ کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے تبوک کے لئے نکلنے سے پہلے اِس کام سے فارغ بھی ہو گئے** اور رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ درخواست لے کر آئے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس آئیے ہماری مسجد میں نماز پڑھئے تا کہ اِس بات کی سند ہو سکے کہ یہ مسجد اپنی جگہ قابلِ اِستقرار اور قابلِ اثبات ہے اور آپ ﷺ کے سامنے یہ بیان کیا کہ ضعیفوں اور کمزوروں کی خاطر یہ مسجد بنائی گئی ہے اور سردی کی راتوں میں جو بیمار لوگ دُور کی مسجد میں نہیں جا سکتے اُن کے لئے آسانی کی غرض ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اِس مسجد میں نماز پڑھنے سے بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تو اِس وقت سفر درپیش ہے جب ہم واپس ہوں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے

چاہا تو دیکھا جائے گا اور مسجد کے قریب مسجد بنانا مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پیدا کرنا ہے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جنگ تبوک سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف واپس ہوئے اور مدینہ منورہ تک مسافت جب ایک دن یا اِس سے کچھ کم رہ گئی تو حضرت سیّدنا جبریل علیہ السّلام ''مسجد ضرار'' کی خبر لئے ہوئے آپہنچے اور منافقین کے اِس راز کو ظاہر کردیا کہ ''مسجد قبا'' کے قریب ایک اور مسجد بنانے سے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پیدا کرنے کا مقصد اُن کافروں اور منافقوں نے پیشِ نظر رکھا ہے۔ وہ ''مسجد قبا'' ہے جس کی بنیاد اوّل روز سے تقویٰ پر اُٹھائی گئی ہے۔ اِس علم کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی چند لوگوں کو اِس ''مسجد ضرار'' کی طرف بھیج دیا کہ اس کو منہدم کردیا جائے جیسا کہ علی بن ابی طلحہ علیہ الرحمہ نے اِس آیتِ مبارک کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اَنصار کے لوگ تھے جنہوں نے ایک مسجد بنائی تھی اور ابو عامر نے اُن سے کہا کہ تم ایک مسجد بناؤ اور جس قدر بھی تم سے ممکن ہو اِس میں ہتھیار اور سامان جنگ چھپائے رکھو اور اُس کو اپنی پناہ اور کمین گاہ بنائے رکھو کیونکہ میں قیصر ملک روم کی طرف جارہا ہوں' روم سے لشکر لے کرآؤں گا اور حضرت محمد ﷺ اور اُن کے اَصحاب کو مدینہ منورہ سے نکال دوں گا۔ چنانچہ یہ منافقین جب ''مسجد ضرار'' بنا کر فارغ ہوگئے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہم یہ دِلی خواہش رکھتے ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ اُس مسجد میں آکر نماز پڑھ لیں اور اِس میں ہمارے لئے برکت کی دُعا فرمائیں تو اللہ عزَّ وجلّ نے یہ وحی نازل فرمادی کہ **لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا الی قولہ الظّٰلِمِیْنَ** ۔ یعنی'' ہرگز اِس میں نماز نہ پڑھنا یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل یوم سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے' زیادہ اِس بات کی حقدار ہے کہ آپ ﷺ اُسی میں نماز پڑھیں اِس میں ایسے پاکیزہ دِلوں کو

پسند کرتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بالا اسناد یہی روایت کی ہے اور حضرت محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ نے بھی بالا اسناد یہ روایت کی ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مقامِ ذی اوان میں فروکش ہوئے۔ مدینہ منورہ یہاں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اَب ''مسجد ضرار'' والے آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ تبوک کی طرف جانے کی تیاری میں مصروف تھے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے بیماروں' حاجت مندوں اور بارش اور سردی کی راتوں میں آنے والی جماعتِ مسلمین کی خاطر ایک مسجد بنائی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ اُس میں تشریف لائیں اور ہمیں اُس میں نماز پڑھائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تو سفر درپیش ہے اور میں بہت مصروف ہوں۔ یا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اگر ہم واپس آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم تمہارے پاس آئیں گے اور تمہیں نماز پڑھائیں گے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ ذی اوان میں اُترے تو اِس ''مسجد ضرار'' کی خبر اللہ عزَّ وجلّ کی طرف سے آپ ﷺ کو مل گئی آپ ﷺ نے بنی سالم کے بھائی مالک بن دخشم کو بلایا اور معن بن عدی یا اُس کے بھائی عامر بن عدی' غرض اِن دونوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم دونوں اُن ظالموں کی مسجد کی طرف جاؤ اور اُس کو منہدم کردو اور جلا ڈالو۔ یہ دونوں فوراً گئے اور بنی سالم بن عوف کے پاس آئے۔ یہ مالک بن الدخشم کے قبیلہ کے لوگ تھے۔ اب مالک نے معن سے کہا ٹھہرو میں اپنے لوگوں میں سے کسی کے پاس سے آگ لے کر آتا ہوں اَب مالک اپنے لوگوں میں آئے درخت کی ایک بڑی سی لکڑی لی اُس کو سلگایا اور فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ یہ دونوں مسجد میں پہنچے۔ مسجد میں یہ کفار موجود تھے' اِن دونوں نے مسجد کو جلادیا اور اُس کو گرادیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے' بھاگ کھڑے ہوئے اور قرآنِ مجید کی یہ آیتِ مبارک اُن منافقین کے بارے میں نازل ہوئی **وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا**

مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا.... الخ یہ لوگ جنہوں نے یہ مسجد بنائی بارہ افراد تھے۔(۱) خدام ابن خالد اسی کے گھر سے مسجد شقاق کی راہ نکلتی ہے (۲) ثعلبہ بن حاطب بنی اُمیہ کا خادم (۳) معتب بن قشیر (۴) ابوحبیبہ بن الازعر (۵) عباد بن حنیف (۶) حارثہ بن عامر' اور اس کے دونوں بیٹے (۷) مجمع (۸) زید (۹) نبتل الحارث (۱۰) مخرج (۱۱) بجاد بن عمران (۱۲) ودیعۃ بن ثابت اور ابولبابہ کے قبیلہ کے خادم۔ **وہ لوگ جنہوں نے اس کو بنایا وہ قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو نیک ارادے سے اِس کی بنا ڈالی ہے۔ ہمارے پیش نظر تو صرف لوگوں کی خیر خواہی تھی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ '' اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے** ہیں''۔ یعنی جو اُنہوں نے قصد کیا اور نیت کر رکھی ہے اُس میں جھوٹے ہیں۔ محض اس مقصد سے مسجد بنائی ہے کہ مسجد قبا کو ضرر پہنچائیں اور کفر کی اِشاعت کریں۔ مسلمانوں میں تفریق ڈال دیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول ﷺ سے لڑنے کی خاطر کمین گاہ بنائے رکھیں جہاں اُن کے مشورے اور کونسل ہوا کرے وہ شخص ابو عامر ہے' وہ فاسق جس کو راہب سمجھا جاتا ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس پر لعنت فرمائے۔ **وقولہ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا''** نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اُس میں نماز پڑھنے سے ممانعت فرمادی۔ نماز نہ پڑھنے میں اُن کے تابع' اُن کی اُمت بھی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو بھی تاکید ہے کہ کبھی اس میں نماز نہ پڑھیں۔ پھر مسجد قبا میں نماز پڑھنے پر اُبھارا۔ مسجد قبا کی بنیاد شروع ہی سے تقویٰ پر ڈالی گئی ہے۔ تقویٰ' طاعت اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور طاعت رسول کریم ﷺ کو کہتے ہیں۔ یہاں مسلمان مل بیٹھتے ہیں۔ دینی مشورے کرتے ہیں اور یہ اسلام اور اہل اسلام کی پناہ کی جگہ ہے اور اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے **لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ** اور سیاقِ عبارت ''مسجد قبا'' سے متعلق ہے۔ اِسی لئے حدیث صحیح میں ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مسجد قبا کی طرف سوار ہوکر بھی آتے تھے اور پیادہ بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اُسے بنایا تو آپ ﷺ کی سب سے پہلے تشریف آوری بنی عمرو بن عوف کے پاس تھی اور جہت قبلہ حضرت جبریل علیہ السلام نے معین کی تھی۔ فاللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۳۶'۳۳۵) ☆

تفسیر مظہری:

حضرت ابن جریر' المنذر' ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے۔ نیز حضرت ابن المنذر علیہ الرحمہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور حضرت محمد بن عمر علیہ الرحمہ نے حضرت یزید بن رومان علیہ الرحمہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے عمرو بن عوف کے قبیلہ نے ایک مسجد تعمیر کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی کو بھیجا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لاکر اُس مسجد میں نماز پڑھیں۔ غنم بن عوف کے قبیلہ نے جب یہ بات دیکھی تو اُن کو حسد ہوا اور اُنہوں نے کہا ہم بھی ایک مسجد بنائیں گے جیسی اُنہوں نے بنائی ہے (بات یہ ہوئی تھی کہ) **شام کو روانہ ہونے سے پہلے ابو عامر فاسق نے اُن سے کہا تھا تم لوگ ایک مسجد تعمیر کرو اور جتنا اَسلحہ ممکن ہوں اُس میں (پوشیدہ طور پر) جمع کرلو۔** میں قیصر روم کے پاس جارہا ہوں وہاں سے رومیوں کا ایک لشکر لاکر حضرت محمد ﷺ اور اُن کے ساتھیوں کو یہاں سے نکال باہر کردوں گا۔ ابو عامر فاسق' اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلاف بغاوت کرنے اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے گیا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ابو عامر فاسق منافق کے آنے (اور رومیوں کا لشکر ساتھ لانے) کے انتظار میں تھے۔ مسجد تیار ہوگئی تو اُنہوں نے چاہا کہ

رسول اللہ ﷺ اِس میں نماز پڑھیں تا کہ اُن کا جو مقصد تھا یعنی فساد، کفر اور اِسلام سے عناد اُس کو کامیاب ہونے کا موقع مل جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کو روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ اُن کی طرف سے کچھ لوگوں نے خدمتِ گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک مسجد بنائی ہے۔ مقصدِ تعمیر یہ ہے کہ جو بیمار یا حاجت مند مسجدِ گرامی میں حاضر نہیں ہو سکتے یا سخت سردی کی رات ہو یا بارش کی رات ہو اور لوگ وہاں سے یہاں حاضر نہ ہو سکیں تو وہ اِس میں نماز پڑھ لیں۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لا کر اِس مسجد میں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَب تو میں بر سرِ سفر ہوں اور کام میں مشغول ہوں۔ جب ہم انشاء اللہ واپس آئیں گے تو تمہاری مسجد میں نماز پڑھیں گے چنانچہ آپ ﷺ جب تبوک سے واپس ہو کر مقام ذِی اَوان میں اُترے تو مندرجہ ذیل آیتِ مبارک نازل ہوئی۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک گھنٹہ کی راہ کے فاصلہ پر تھا۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا اور ''بعض لوگ اَیسے ہیں جنہوں نے (اِسلام کو) ضرر پہنچانے کے لئے مسجد بنائی ہے''، یعنی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ بارہ آدمیوں نے اِس مسجد کی تعمیر کی تھی (۱) قبیلۂ بنی عبید بن زید کا **خدام بن خالد** یہ بنی عمرو بن عوف کا ایک فرد تھا (۲) قبیلۂ بنی امیہ بن زید کا **ثعلبہ بن حاطب** (۳) بنی صبیعہ بن زید کا **معتب بن قشیر** (۴) **ابو حبیبہ بن ازعر** (۵) **نبتل بن حارث** (۶) **نجاد بن عثمان** اور قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کا (۷) **عباد بن حنیف** جو سہل بن حنیف کا بھائی تھا اور (۸) **حارثہ بن عامر** اور اُس کے دونوں بیٹے (۹) **مجمع بن حارثہ** اور (۱۰) **زید بن حارثہ** اور ایک اور (۱۱) **ودیعہ بن ثابت** اور ایک اور شخص جس کو (۱۲) **مخرج** کہا جاتا تھا اُن سب نے اِس مسجد کی تعمیر ''مسجد قبا شریف'' کو ضرر پہنچانے کے لئے کی تھی۔

وَکُفْرًا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ رسول کریم رؤف رحیم ﷺ کے اِنکار کے لئے کی تھی۔

وَتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ''اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے''۔ **مسلمان مسجد قبا میں نماز پڑھتے تھے۔ مجمع بن حارثہ نماز پڑھاتا تھا۔ اِن لوگوں نے دوسری مسجد اِس غرض سے بنائی کہ (مسجد قبا میں نماز پڑھنے والے) کچھ لوگ اِس مسجد میں نماز پڑھنے لگیں اور اِس طرح دین کے نام پر) مسلمانوں کے ٹکڑے ہو جائیں اور اِختلاف پیدا ہو جائے۔**

وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ ط ''اور اِس شخص کے قیام کا سامان کرنے کے لئے جو پہلے سے ہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اُس کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا مخالف تھا''۔

حضرت علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے **مَنْ حَارَبَ اللّٰہَ** سے مراد ابو عامر راہب ہے جو حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ تھا اور قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کا ایک فرد تھا۔ اِسلام آنے سے پہلے یہ شخص کمبل پوش عیسائی راہب ہو گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ابو عامر نے پوچھا آپ ﷺ یہ کیا مذہب لے کر آئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ خالص دینِ توحید ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا۔ ابو عامر نے کہا دینِ حنیف پر تو میں ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دینِ حنیف (دینِ ابراہیمی) پر نہیں ہو۔ ابو عامر نے کہا کیوں نہیں؟ (میں یقیناً دینِ ابراہیمی پر ہوں۔) آپ ﷺ نے حنیف کے اندر دوسری چیزوں کو شامل کر لیا ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: میں نے اَیسا نہیں کیا میں تو خالص نکھری ہوئی روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔ ابو عامر نے کہا تو ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کرے

۞ مسجدوں میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے خفیہ طور پر (پوشیدہ طور پر) اسلحہ جمع کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

کہ وہ یکہ وتنہا' خانہ بدر مسافرت کی حالت میں مرے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ' ایسا ہی کرے۔ حضور ﷺ نے (بجائے راہب کے) اُس کا نام ''ابو عامر فاسق'' رکھ دیا۔ اُحد کی لڑائی کے دن ''ابو عامر فاسق'' نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا جو قوم بھی آپ ﷺ سے لڑے گی میں اُس کے ساتھ مل کر آپ ﷺ سے لڑوں گا۔ چنانچہ حنین تک وہ برابر رسول اللہ ﷺ کے خلاف دوسری قوموں سے مل کر لڑتا رہا۔ ہوازن کی شکست کے بعد شام بھاگ گیا اور منافقوں کو یہ پیام بھیج دیا کہ تم لوگ تیار رہنا ایک مسجد بنا کر جس قدر اسلحہ ہوسکے اُس میں جمع کر رکھنا میں قیصر روم کے پاس جارہا ہوں۔ وہاں سے رومیوں کا ایک لشکر لا کر حضرت محمد ﷺ اور اُن کے ساتھیوں کو نکال باہر کردوں گا۔ ابو عامر کے مشورہ کے موافق اُن لوگوں نے مسجد قبا کے برابر ایک مسجد بنالی **مِنۡ قَبۡلُ** سے مراد یا تو یہ معنی ہیں کہ ''مسجد بنانے سے پہلے'' اُس شخص نے اللہ عزَّ وجلّ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلاف بغاوت اور جنگ کی تھی یا یہ مطلب ہے کہ تبوک کے جہاد سے غیر حاضر ہونے سے پہلے ہی اُنہوں نے مسجد بنالی تھی اوّل مطلب پر **مِنۡ قَبۡلُ** کا تعلق **حَارَبَ** سے اور دوسری صورت میں **اِتَّخَذُوۡا** سے ہوگا۔

وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَآ اِلَّا الۡحُسۡنٰى ؕ "اور یہ لوگ قسمیں کھائیں گے کہ سوائے بھلائی کے ہماری اور کچھ نیت نہیں **اَلۡحُسۡنٰى** بھلائی یعنی سخت گرمی اور بارش میں مسلمانوں کا آرام اور جو ضعیف وکمزور رسول اللہ ﷺ کی مسجد تک نہ پہنچ سکتے ہوں اُن کے لئے سہولت ہمارے پیش نظر تھی۔ حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ اور ابن مردویہ علیہ الرحمہ نے عوفی کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مسجد قبا تعمیر کرائی تو کچھ انصاری جن میں سے ایک شخص بخرج بھی تھا گئے اور اُنہوں نے مسجد نفاق بنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے بخرج سے فرمایا: اِس سے تیرا مقصد کیا ہے؟ کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا مقصد تو صرف بھلائی ہے۔ اِس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ **وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ**۝ اور اللہ (عزَّ وجلّ) شاہد ہے کہ یہ لوگ اپنے قول وقسم میں جھوٹے ہیں''۔

لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ آپ ﷺ (نماز کے لئے) اِس میں کبھی نہ کھڑے ہوں''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیری مطلب یہی بیان فرمایا۔ **ابن النجار نے کہا منافقوں نے یہ مسجد ''قبا والی'' کے مقابلہ میں بنائی تھی۔ سب وہاں جمع ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کی بُرائی کرتے اور آپ ﷺ کا مذاق بناتے تھے۔**۝ جب (تبوک سے واپسی میں) رسول اللہ ﷺ مقام ذِی اَوان میں تھے تو یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے بسلسلہ زہری حضرت ابورہم علیہ الرحمہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سالم بن عوف کے **مالک بن دخشم** کو اور قبیلۂ عاصم بن عدی کے معن بن عدی کو طلب فرمایا حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے مالک بن دخشم کے ساتھ عامر بن اسکن اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی کا بھی ذکر کیا ہے عاصم کا ذکر نہیں کیا اور ذہبی نے التجرید میں حضرت سوید بن عباس انصاری کا نام بھی بیان کیا ہے **اور فرمایا حق ناشناس لوگوں کی بنائی ہوئی اِس مسجد کو جا کر ڈھادو اور جلادو۔** حسب الحکم یہ حضرات تیزی کے ساتھ چلے گئے اور سالم بن عوف کے محلّہ میں پہنچ کر مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا آپ لوگ میرا انتظار کریں میں آتا ہوں یہ کہ کر اپنے گھر جا کر کھجور کی کچھ خشک ٹہنیاں لے کر اُن میں آگ لگائی پھر سب حضرات دوڑ کر مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں پہنچے اُس وقت مسجد والے مسجد میں موجود تھے۔ اِن حضرات نے مسجد کو آگ لگا دی اور ڈھا کر زمین کے برابر کردیا اہل مسجد اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ **نے حکم دیا اِس جگہ کوڑا گھر بنا دیا جائے جہاں**

۝ جس مسجد میں نبی کریم رؤف ورحیم کی بُرائی کی جائے وہ ''مسجد ضرار'' کی لسٹ میں شمار ہوگی۔

مردار جانور اور غلاظتیں ڈالی جائیں۔ اُدھر ابو عامر فاسق ملک شام میں یکہ وتنہا خانہ برباد مسافرت کی حالت میں مرگیا۔

حضرت محمد بن یوسف صالحی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی کہ اِس مسجد کے مقام پر وہ اپنا مکان بنالیں حضرت عاصم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس مسجد کے بارے میں اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) نے جو حکم نازل فرمایا ہے۔ اِس کے بعد تو میں اس میں مکان نہیں بنا سکتا۔ البتہ ثابت بن اقرم کو یہ جگہ عنایت فرمادیجئے اُن کے پاس **کوئی مکان نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے ثابت کو وہ جگہ عطا فرمادی لیکن اِس مکان میں ثابت کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا نہ کسی کبوتر نے وہاں بچہ نکالا نہ کسی مرغی نے انڈے سئے۔ (یعنی انڈوں پر بیٹھ کر بچہ نہیں نکالا)۔ ۝**

حضرت اِمام بغوی علیہ الرحمہ نے بیان کیا روایت میں آیا ہے کہ بنی عمرو بن عوف جنہوں نے مسجد قبا بنائی تھی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجمع بن حارثہ کو اُن کی مسجد میں اِمام بناویں امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کردیا اور فرمایا (اِس کی) آنکھ ٹھنڈی نہ ہو کیا یہ ''**مسجد ضرار**'' میں اِمام نہ تھے؟ مجمع نے عرض کیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ میرے خلاف فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کیجئے میں نے ''**مسجد ضرار**'' میں نماز ضرور پڑھی تھی لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ اِن لوگوں کی نیت کیا ہے اگر مجھے اُن کا مخفی اِرادہ معلوم ہوتا تو میں وہاں نماز نہ پڑھتا۔ میں لڑکا تھا مگر قرآن پڑھا ہوا اور وہ لوگ بوڑھے تھے مگر ناخواندہ اِس لئے میں نے نماز پڑھادی۔ میں یہ ہی خیال کرتا تھا کہ تعمیر مسجد سے اُن کی غرض حصول ثواب ہے۔ اُن کے دِلوں کے خیالات کا مجھے علم نہ تھا امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مجمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس عذر کو قبول فرمالیا اور اُن کے بیان کی تصدیق کی اور اُن کو ''مسجد قبا'' میں نماز پڑھانے کا حکم دے دیا۔ (تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۲۹۵ تا ۲۹۷)۔

مسجد ضرار کی بنیاد کی اصلی وجہ:

جب بنو عمرو بن عوف کی مسجد قبا شریف کی تعظیم وتکریم ہونے لگی تو اُن کی دوسری برادری بنو غنم بن عوف کو حسد پیدا ہوا اور وہ اُس کی عزت واحترام گھٹانے پر تل گئی اور اُس نے عوام میں پھیلا دیا کہ ہم عمرو کی عورت کے گدھا باندھنے کی جگہ پر نماز نہیں پڑھتے اگرچہ ایک حد تک اُن کی بات سچی تھی کہ واقعی وہاں پر ایک گدھا باندھا جاتا تھا بعض کہتے ہیں اس جگہ پر کلثوم ابن ابدم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھجوریں خشک کرتے تھے گویا وہ ایک عام جگہ تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی جگہ کو عزت بخشے تو کسی کے روکنے سے اُس کی شان میں کمی نہیں آتی۔

بنو غنم مذکورہ بالا عذر لنگ کر کے مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکنے کی نیت سے اپنی ایک علیحدہ مسجد بنائی اس کی امامت عامر راہب کے سپرد کردی جب وہ ملک شام سے مدینہ طیبہ آتا تو اِس مسجد میں قیام کرتا اور اِمامت کے فرائض انجام دیتا۔

ازالۂ وہم:

بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ اس مسجد کی تیاری کی اجازت حضور اکرم ﷺ نے بخشی۔ حداوی مرحوم نے فرمایا یہ خیال سراسر غلط اور مبنی بر جہالت ہے اُولاً اِس لئے کہ مذکورہ بالا قصہ اور واقعہ اِس کے بالکل خلاف ہے اِس لئے کہ بنانے والے منافق تھے اور مسلمانوں کے حاسد۔

(ثانیاً) اِس لئے کہ منافقین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح اجازت بخشتے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی اجازت بھی نہیں دی تھی۔ آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے اجازت دے سکتے تھے۔

۝ معلوم ہوا مسجد ضرار جیسی مسجد کے رہائشی اِمام وخطیب کا انجام اختتام نسل ہے۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

ابو عامر راہب کا تعارف:

ابو عامر خزرج قبیلہ کے اشراف لوگوں سے تھا۔ جاہلیت کے دور میں تورات اور انجیل کا بہت بڑا ماہر تھا۔ علامہ کاشفی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ اُس کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اہل مدینہ کو حضور نبی پاک ﷺ کے مناقبات وکمالات اور فضائل سناتا رہتا تھا لیکن اُس کی بدقسمتی کہ جب حضور سرور عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ منورہ آپ ﷺ کے کمال کے شیفتہ اور عاشق ہو گئے۔ اِس سے ابو عامر راہب کی شیخی میں کمی واقع ہوئی یہاں تک کہ اکثر لوگ حضور سرور دنیا و دین ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے اور وہ مکھیاں مارتا رہتا تھا۔

باوجود لب جاں بخشی تو اے آبحیات
حیف اید سخن از چشمۂ حیواں گفتن

اِس طرح سے ابو عامر راہب پر حسد کا حملہ ہوا تو آقائے کونین ماوائے ثقلین ﷺ کی عداوت میں گھر گیا اور کہتا تھا کہ میرا ساتھی کوئی نہیں ورنہ (معاذ اللہ) میں آپ ﷺ کو مٹا کر چھوڑتا۔ اِس کے بعد اُس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف محاذ آرائی رکھی یہاں تک کہ ہوازن کی جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکست کھا کر ملک شام کو بھاگ گیا علامہ کاشفی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ ملک شام میں پہنچ کر اُس نے ہرقل روم کے بادشاہ سے ساز باز کی اور اُسے اُبھارا کہ ایسا لشکر تیار کیا جائے جو مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ اُدھر قبا کے منافقین مثلاً ثعلبہ بن حاطب کو خط لکھا کہ قبا میں پہلی مسجد کے مقابلہ میں ایک اور مسجد تیار کیجئے جس میں میں وہاں حاضر ہو کر عوام کو افاضہ وافادہ علوم سے بہرہ ور کروں اس کے لکھنے پر منافقین نے "مسجد ضرار" کی تیاری کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ازراہِ منافقت عرض کی کہ آپ ﷺ ہماری مسجد میں قدم رنجہ فرمائیں آپ ﷺ چونکہ اُس وقت غزوہ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ واپسی پر تمہاری مسجد میں آئیں گے۔ آپ ﷺ سے مسجد کی تیاری کا عذر پیش کیا چونکہ مسجد قبا ہم سے کچھ فاصلہ پر ہے اور ہمارے ضعیف اور کمزور نمازی وہاں نہیں پہنچ سکتے' اِس لئے بوجہ مجبوری ہم نے مسجد تیار کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد اُن کی مسجد میں تشریف لیجانے کا وعدہ فرمایا چنانچہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک سے واپسی تشریف لائے تو وہی پرانی عرضداشت پیش کی کہ حضور! آپ ﷺ ہماری مسجد میں تشریف لے چلیں اِس سے ان کی غرض وغایت یہ تھی کہ آپ ﷺ تشریف لائیں گے تو ہم اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ عوام ہمارے ساتھ ہوں گے انہیں بہکانے کا ہمیں موقع مل جائے گا۔ مثنوی شریف میں ہے:

مسجد اصحابہ مسجد را نواز
تا مہی تا شب دمے با ما بساز
تا شود شب ازجہالت ہمچو روز
ای جہالت آفتاب جاں فروز
اے دریغا کاں سخازدل بدے
تامراد آں وتو حاصل شدے

منافقین کی علامت:

"مسجد ضرار" میں اُن کا کام یہ تھا کہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص اور من گھڑت عیب شماری میں گزارتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو گن گن کر استہزاء کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے سفر کی واپسی کے بعد اُن کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک منگوائی تاکہ مسجد ضرار میں تشریف لے چلیں اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت مبارک اتاری کہ **وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا** مفعول لہ ہے یعنی اہل ایمان کی ضرر رسانی اور اُن سے جنگ لڑنے کے لئے **وَّكُفْرًا** کی تقویت کے لئے جسے اُنہوں نے دل میں چھپا رکھا تھا۔ **وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ** اور اہل ایمان کے درمیان جھگڑا برپا کرنے کے لئے۔ اِس سے اہل قبا کے مومن

نمازی مراد ہیں۔ منافقین نے پروگرام بنایا کہ دوسری مسجد تیار کرو لوگ مسجد قبا کو چھوڑ کر تمہارے ہاں آجائیں گے۔ اِس طرح سے اُن میں پھوٹ پڑ جائے گی وَارْصَادًا اور تیاری کے لئے اور اس کے انتظار میں لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ یہ مسجد جو تیار کی گئی کہ وہ آ کر اُس میں اِمامت سنبھال لے گا پھر رفتہ رفتہ جماعت تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو شکست دے گا جیسا کہ وہ اس سے قبل جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش رہا مِنْ قَبْلُ ؕ حَارَبَ اللّٰهَ یا اتَّخَذُوْا سے متعلق ہے یعنی یہ مسجد اُنہوں نے غزوۂ تبوک کی غیر حاضری میں اپنی منافقت کے اظہار سے پہلے تیار کر لی تھی۔ وَلَيَحْلِفُنَّ یہ قسم مقدر کا جواب ہے چنانچہ علامہ کاشفی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ جب اُن سے کوئی پوچھتا کہ یہ مسجد تم کیوں بنا رہے ہو تو قسمیں کھاتے ہوئے کہتے اِنْ اَرَدْنَآ یہ اِن نافیہ ہے یعنی ہمارا اِس مسجد کے بنانے کا ارادہ نہیں اِلَّا الْحُسْنٰى مگر نماز اور ذِکر الٰہی اور نمازیوں کی سہولت وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ "اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ اپنی قسم کھانے میں جھوٹے ہیں۔"

مسجد ضرار کا انہدام:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت وحشی (قاتل حمزہ) رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ایک جماعت لے جا کر اُس مسجد کو گرا دو۔ چنانچہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ ایک جماعت لے کر کھجوروں کی سوکھی چھڑیاں اُٹھا کر بعد مغرب پہنچے اور جا کر مسجد ضرار کو آگ لگا دی پھر دیواریں منہدم کر کے میدان بنا دیا یہ مغرب وعشاء کے درمیان کا واقعہ ہے پھر دن کے وقت آپ ﷺ نے حکم جاری فرمایا کہ منافقین کی مسجد ضرار کی جگہ پر گندگی وغلاظت اور مردار جانور وغیرہ ڈالا کریں چند دنوں کے بعد حضور سرور عالم ﷺ نے یہ جگہ ثابت بن ارقم کو مکان بنانے کے لئے عنایت فرمائی لیکن یہ ایسی منحوس ثابت ہوئی کہ جب تک وہ اس میں ٹھہرے رہے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک گڑھا کھودا تو اُس سے آگ نکلی۔

ابو عامر راہب کی موت:

ابو عامر راہب شام میں مسافر اور تن تنہا مرا مروی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہی ابو عامر آپ ﷺ کو ملنے آیا آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ کون سا دین لائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دینِ حنیف یعنی دینِ ابراہیم علیہ السلام لایا ہوں۔ ابو عامر راہب نے کہا میں بھی اِس پر ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تو دین حنیف پر نہیں۔ اُس نے کہا میں تو یقیناً دین ابراہیم پر ہوں لیکن آپ ﷺ نے اِس میں اپنی طرف سے غلط باتیں داخل کر لی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے اس میں کسی قسم کی غلط بات نہیں بڑھائی بلکہ دین حق لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا: ہم میں جو جھوٹا ہو وہ مسافرت اور تنہائی میں لاوارث ہو کر مرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آمین!

بعدۂ آپ ﷺ نے اُس کا نام ابو عامر فاسق رکھا۔ چنانچہ وہ قنسرین علاقہ شام میں کافر ہو کر مرا۔

ف: قنسرین بکسر القاف وتشدید النون المفتوحہ اور المکسورہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

اعجوبہ: ابو عامر کی اِس بہت بڑی خباثت کے باوجود اُس کا لڑکا حضرت ابو حنظلہ صالح نیک بخت صحابی رضی اللہ عنہ تھا جو غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور اُنہیں ملائکہ کرام نے غسل دیا۔ اِسی لئے وہ لقب "غسیل الملائکہ" سے مشہور ہوئے۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۵۰۶، ۵۰۷)

تمام اُمت مسلمہ کو عید الاضحیٰ مبارک ہو۔ قربانی کی کھالیں نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب اور انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کو دیں کر ثواب دارین حاصل کریں۔

منجانب: صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی

خطبہ حجۃ الوداع اور احترام آدمیت

ازقلم: علامہ پیر محمد تبسم بشیر اویسی (ایم۔اے)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری رسولِ اکرم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع اخبارِ متواتر کا درجہ رکھتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بہت بڑی تعداد نے یہ ارشاداتِ نبوی ﷺ سنے اور اُنہیں بعد میں آنے والی اِنسانیت کو ایک اَمانت سمجھ کر منتقل کر دیا۔ یہ خطبہ کتبِ حدیث، سیرت، تاریخ اور اَدب کی کتابوں میں تواتر اور کثرت سے منقول ہے۔ لہٰذا جس طرح خطبہ حجۃ الوداع ایک عالمی منشور ہے۔ اِسی طرح اِس کی روایت بھی عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں اِنسانی زندگی کے بے حد اہم پہلوؤں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظیم جماعت کے توسط سے آنے والی اِنسانی نسلوں کے لئے وہ اُصول عطا فرما دیئے ہیں جن کی ضرورت اور جن کی اہمیت رہتی دنیا تک مسلّم ہے۔ اُن اہم پہلوؤں میں سے ہر ایک پہلو اِتنا اہم ہے کہ مستقل ضرور ہے۔ اِس خطبے میں حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اِحترام آدمیت کا حکم فرمایا ہے اور کلمہ گو کے خون کو اِتنا ہی محترم اور مقدّس قرار دیا ہے جتنا کہ بیت اللہ کی سرزمین میں ذوالحجہ کے مہینے میں حج کا دن حرمت وعظمت کا مقام رکھتا ہے۔ اِنسانی زندگی کے اِس پہلو کو سب سے پہلے ذکر کرنا اِس کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نظر میں ابنِ آدم کی جان ومال سب سے اہم ہے۔ اِحترام آدمیت کا یہ اَیسا سبق ہے جو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ...[1] اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[2] سے شروع ہوتا ہے اور خطبہ حجۃ الوداع کے حکم پر ختم ہوتا ہے۔ ہمیشہ سے اِنسان کا اہم ترین اور سب سے نازک مسئلہ یہی رہا ہے اور ہمیشہ یہی رہے گا جب اور جہاں کہیں اِحترام آدمیت کا مسئلہ حل ہو گیا۔ وہی دن اور وہی جگہ اِنسان کے قلب وجگر کی مسرت اور اِطمینان کا سامان ثابت ہوگا۔ یہ وہ سبق ہے جو چودہ صدیاں پہلے اِنسانیت کو دیا گیا اور آج دنیائے اِنسانیت کی عالمی تنظیموں میں یہ اِحترام سر فہرست مسئلہ کی حیثیت اِختیار کر چکا ہے، جیسے جیسے اِنسان احترام آدمیت کا قائل ہوگا اُسی قدر اُسے محسن اِنسانیت حضرت محمد ﷺ کے پیغامِ حق کی نہ صرف قدر معلوم ہوگی بلکہ وہ اِس پیغام حق کا علمبردار اور داعی بھی بنتا جائے گا۔

سرورِ کائنات ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کا دوسرا اہم نکتہ اَمانت کی حفاظت ہے۔ اِنسانیت کے اِحترام کا دوسرا حصہ اِنسانیت کے اموال اور مملوکہ اشیاء کا اِحترام ہے۔ اِنسانی زندگی کا نظام احترام باہمی کے بعد ایک دوسرے پر اِعتماد کرنے پر سب سے زیادہ اِنحصار رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور مکارم اَخلاق کا نمایاں ترین پہلو آپ ﷺ کی اَمانت داری ہے۔

آپ ﷺ نے جس طرح اپنے قول وعمل سے اِحترام آدمیت کی صحیح تعبیر وتفسیر کے نمونے عطا فرمائے ہیں، اُسی طرح اِنسانیت کے اَموال اور مملوکہ اَشیاء کے اُصول پر قائم ہے۔ تجارت اور لین دین کے بہترین اُصول اُسی ایک لفظ اَمانت کی مختلف عملی تعبیریں ہیں۔

اِنسانیت کو جن مسائل نے ہمیشہ سے پریشان رکھا ہے اُن میں سُود کاری کا اِستیصالی نظام سرفہرست ہے۔ اِنسان کے ہاتھوں اِنسان کا اِستیصال اور اُسے اپنے کمائے ہوئے رزقِ حلال سے محروم کرنے کی بدترین شکل سُود ہے۔ یہودی ذہن کی پیداوار مغرب کی اِنسانی فکر نے اَب یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ دنیا کا اِقتصادی نظام جب تک سُود سے پاک نہیں ہوگا، اُس وقت تک اِنسانی معاشرے کے ہر فرد کی مسرت وخوشحالی ایک خواب ہی رہے گی۔ اِحترام آدمیت اور اَمانت کے پیغام کے بعد دنیائے اِنسانیت کو معاشی اِنصاف کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے

[1] الاسرٰی: ۷۰۔ [2] التین: ۴۔

کہ اِنسانی معاشرہ معاشی اِنصاف کے بغیر نہ کبھی خوشحال ہوا ہے اور نہ کبھی مطمئن ہو سکے گا اور معاشی اِنصاف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سُود کاری کا اِستیصالی نظام ہے۔ یہی سُود کاری نظام ہے جو سرمایہ پرستی کو جنم دیتا ہے۔ دولت کی خاطر اِنسان کے ہاتھوں اِنسان کا خون ہوتا ہے بلکہ اس کے جسم وروح کے آخری قطرے بھی نچوڑ لئے جاتے ہیں۔ اسی لئے حضورِ اکرم ﷺ نے اِنسانیت کے نام اپنے آخری پیغام میں اِحترامِ آدمیت اور حفظِ اَمانت کے بعد سُود کو حرام قرار دیا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کے اِس آخری خطبے میں چوتھا اہم مسئلہ اُن بے بنیاد دعوؤں کی بیخ کنی ہے جنہیں نسلی فخر اور خاندانی یا نسبی فضلیت کا نام دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رنگ ونسل اور خاندان ونسب کی بنیاد پر کئے جانے والے دعوے کو جاہلیت کے بدنما خصائص میں سے ایک بُری خصلت قرار دیا ہے جن کا علم ومعرفت کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ قانون اور اَخلاق کی دُنیا میں یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں اور اِن کی وجہ سے اِنسانیت کو بیشمار مصائب اور آلام کا سامنا ہوتا ہے۔

اہمیت کے لحاظ سے خاندانی غرور اور قومی تفاخر جیسی بیماریوں کا خاتمہ حضورِ اکرم ﷺ کے آخری پیغامِ حق میں اِحترامِ آدمیت' اَمانت اور حرمتِ سُود کے بعد سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ وہ بیماریاں ہیں' جو اِنسانی معاشرے کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں اور اِس کی عظیم صلاحیتوں کو مفلوج کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہیں سے فتنہ وفساد وخاندانی جھگڑے اور مختلف نسلوں کے درمیان باہمی نفرت اور بالآخر قتل وغارت کا سبب بنتی ہیں حالانکہ نسبی برتری یا رنگ ونسل کی تفریق بالکل بے بنیاد باتیں ہیں اور اِنسان کو گمراہ کرنے کے شیطانی ہتھکنڈے ہیں۔

اگر اِنسانی معاشرے میں اِحترامِ آدمیت، اَمانتداری، سُود سے اِجتناب اور بے سروپا خاندانی اور نسلی تفاخر سے پرہیز کی صورت پیدا ہو جائے تو اَیسے معاشرے میں قانونِ عدل اور اِنصاف بھی ایک لازمی ضرورت بن جاتی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ تعمیرِ اَخلاق اور اِقتصادی نظام کی اِصلاح کے بعد عدل واِنصاف کا قانون تلقین کرتا ہے کہ قانون کی حکومت' قانون کی علمبرداری اور قانون کا اِحترام، اِنسانی قلب وضمیر کے لئے فرحت وسکون اور سرمایۂ اِطمینان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس لئے حضورِ اکرم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع جو بلاشبہ اِنسانیت کے لئے ایک عالمی منشور ہے اِس پہلو پر بھی بہت زور دیتا ہے۔

اِنسانی معاشرے کا ایک نہایت ہی اہم پہلو عورت کے حقوق اور فرائض ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے اکثر قدیم فلاسفر ومفکرین اور مصلحین نے چنداں اہمیت نہیں دی۔ لیکن دنیائے اِنسانیت کے لئے حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عالمی منشور میں اِحترامِ آدمیت، اَمانتداری، حرمتِ سود، خاندانی برتری کی نفی اور نظامِ عدل کی تلقین کے بعد سب سے اہم مسئلہ عورت کے حقوق وفرائض کو تصور کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ گذشتہ تمام باتیں جو خطبہ حجۃ الوداع میں آئی ہیں اُن میں مرد عورت کی کوئی تفریق نہیں۔ یہ پیغام ہر زمان ومکان کے ہر مرد اور عورت کے لئے ہے لیکن اِس سب کچھ کے باوجود عورت کے حقوق وفرائض کو بطورِ خاص ذکر کرنا اِس مسئلے کی نزاکت اور اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اِس سے پہلے عورت کا کیا مقام تھا اور اِس پر کیا گزرتی رہی اِس جگہ بحث کا یہ موقع نہیں، بات صرف اِتنی ہے کہ خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیغامِ آخرین میں عورت کے حقوق وفرائض کی تفصیل اور تحقیق بڑی حکمت آمیز اور معنی خیز ہے۔ نورِ نبوت کے سامنے یہ بات عیاں تھی کہ اِس نازک مگر نہایت بلند مرتبہ مخلوق کے ساتھ مرد کے ہاتھوں اَنواع واَقسام کے مظالم کا اِرتکاب ہوگا۔ کبھی عورت کی تحقیر ہوگی کبھی اِس کے حقوق کے دعویدار اِس سے اپنی محفلیں سجائیں گے اور اِس کی آزادی کے علمبردار اِسے بدترین ذلت اور غلامی کے طوق پہنائیں گے۔ اِس لئے رسول اللہ ﷺ نے آخری حکم یہ فرمایا کہ **فاتقوا اللہ فی النساء واستوصوا بھن خیرا** عورت کا مرتبہ ومقام اور اُس کے حقوق

وفرائض کی بات صرف اللہ ﷻ کا تقویٰ رکھنے والوں کو زیب دیتی ہے اور یہ ہے کہ رسولِ برحق ﷺ عورت کے لئے ہر اُس بات کی وصیت فرماتے ہیں جس میں عورت کی بھلائی ہو یہ اس میں نہیں کہ اُسے اپنے لختِ جگر سے شفقت ومحبت کے ذریعے قلب ونظر کا سکون حاصل کرنے سے محروم کردیا جائے اُسے آزادی اور برابری کے نام پر پُرسکون گھریلو سلطنت سے نکال کر زندگی کی آلائشوں کی ایسی دلدل میں پھنسا دیا جائے جس میں وہ ذلت وحسرت کے ساتھ تڑپ تڑپ کر مرجائے۔ جو لوگ اس مغالطے میں ڈال کر عورت کو اُس کے اصلی مقام سے محروم کرتے ہیں کہ عورت اور مرد زندگی کے دو پہیے ہیں لہٰذا مرد کے ساتھ عورت کو بھی ایک جیسے میدانِ عمل میں نکلنا ہوگا حقیقت میں یہ دعویٰ ایک حسین دھوکے سے کم نہیں یہ تو بالکل درست ہے کہ مرد اور عورت انسانی معاشرتی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں لیکن یہ خود فریبی اور دھوکہ دہی کے سوا اور کچھ نہیں کہ ان دونوں پہیوں کو زندگی کی گاڑی کے ایک طرف ہی لگا دیا جائے تاکہ یہ گاڑی دھڑام سے زمین پر آگرے اور انسانی معاشرہ مفلوج ہو کر رہ جائے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ یہ دونوں پہیے اپنی اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور ہر ایک اپنی مقرر کردہ روش پر رواں دواں رہے۔ اسی سے زندگی میں توازن اور اعتدال پیدا ہوگا اور تعمیر وترقی کا صحیح راستہ متعین ہوگا۔ یہی وہ پہلو ہے جس کے بارے میں خطبہ حجۃ الوداع انسانیت کو یہی اُصول دینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ معراجِ انسانیت کے دو زرّیں اُصول عطا کرتا ہے جو اولادِ آدم کو نہ صرف سکون واطمینان کی دولت مہیا کرتے ہیں بلکہ انسانیت کی عظمتوں اور اس کے مرتبہ ومقام کی بلندیوں کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اُصول اُن لوگوں کے لئے ہیں جو خاتم المرسلین ﷺ کے پیغامِ حق کو مکمل طور پر قبول کرتے اور اسلام کے حلقہ بگوش بن جاتے ہیں۔ فرزندانِ اسلام کے لئے اس خطبہ حجۃ الوداع میں پیغام اُخوت ہے اور یہ ایسا اُصول ہے جو چودہ صدیوں کے دوران اہل ایمان کے دلوں کے لئے ایک مضبوط رشتہ اور گرم جوشی کا وسیلہ رہا ہے بلکہ انسانیت کے لئے فکر وعمل کی ایک کھلی دعوت بھی ہے۔

انسانی عظمت اور سربلندی کا دوسرا زرّیں اُصول جو خاتم المرسلین ﷺ کے اس پیغام آفریں میں وارد ہوا ہے وہ ہے وحدتِ نسلِ انسانی کا نظریہ۔ پیغام اُخوت پر ایمان لانے والے تو بھائی بھائی بن گئے اور اُخوتِ اسلامی کے دائمی رشتے سے منسلک ہوگئے لیکن تمام انسانیت اس پیغامِ حق سے محروم نہیں رکھی گئی۔ اس کے لئے بھی ایک جامع پیغامِ حق پر عمل کرنا ہر مسلم اور غیر مسلم کے لئے ممکن بھی ہے اور مفید بھی۔ یہ ایسا پیغامِ حق ہے جس میں ابنِ آدم کی نجات ہے اسی میں تمام انسانیت کے لئے سکون اور اطمینان کی دولت پنہاں ہے اس اُصول کو خاتم المرسلین ﷺ کی زبانِ حق سے یوں ادا فرمایا گیا ہے۔ ''اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے۔ اللہ (ﷻ) کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ قابلِ عزت وہ ہے جو تم میں سب سے بڑا متقی ہو۔ بے شک اللہ علیم وخبیر ہے اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے وہ فضیلت جو تقویٰ کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع جہاں تکمیلِ دین کا اعلان ہے وہاں تکمیل انسانیت اور احترام آدمیت کا بھی لازوال پیغام ہے۔ اللہ ﷻ ہمیں وحشت ودرندگی سے نکل کر آدمیت سے سرشار ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین!

ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعد از نماز عشاء جامع مسجد نگینہ 977-A 'بلاک B-II' گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880028,0300-4274936

فتاویٰ از فتاویٰ رضویہ شریف

(ادارہ)

سوال: نمازِ جنازہ میں اِمام کے نیچے جائے نماز ہوتی ہے اور مقتدی سب زمین پر یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے۔ اِس میں کراہت بھی نہیں۔ دُرِمختار میں جو اِس مقدار کو جس سے اِمام و مقتدی میں اِمتیاز پایا جائے مکروہ لکھا وہاں بلندی موضع (جگہ) میں کلام ہے یعنی اِمام کو مقتدیوں سے اِتنا اُونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جس سے اِمتیاز واقع ہو۔ اِس مکروہ ہونے کی وجہ اہل کتاب سے مشابہت ہے کہ یہود اپنے اِمام کے لئے بلند جگہ مقرر کرتے ہیں۔ جنازہ میں نہی اور مشابہت ثابت نہیں تو کراہت پر بھی حکم نہیں دے سکتے۔ [۱]

سوال: پیر و مرشد کے مزار کا طواف کرنا' مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے، ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف خانہ کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے۔ علماء اِس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں اَدب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اِس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہوسکتی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ اِلَّا لِلّٰهِ ہاتھ باندھے اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ اَدب ہے اور جس اَدب سے شرع نے منع نہ فرمایا اُس میں حرج نہیں ہاں اگر اِس میں اپنی یا دوسرے کی ایذاء کا اَندیشہ ہو تو اِس سے احتراز کیا جائے۔ [۲]

سوال: ایک جنازہ میں کچھ لوگ بلا وضو بلا تیمم شریک ہوگئے اُن کی نماز ہوئی یا نہ ہوئی اور اُن کی نسبت کیا حکم ہے اور ایک شخص نے کہا کہ اُنہوں نے کچھ بُرا نہ کیا کہ نمازِ جنازہ میں صرف اِمام کی طہارت ضروری ہے مقتدیوں کی طہارت کی حاجت نہیں اِس کا یہ قول کیسا ہے؟

جواب: جنازہ کی نماز مثل اور سب نمازوں کے بغیر طہارت ہرگز جائز نہیں وہ پڑھنے والے گنہگار ہوئے اور اُنہوں نے بہت سخت بُرا کیا اور اُن کی نماز ہرگز ادا نہ ہوئی۔ نماز جنازہ میں اِمام کی طہارت کے شرط ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر اَیسا ہو جب بھی اُس میّت کی نماز جنازہ ہوجائے گی اور وہ فرض کفایہ ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ یوں ہے جب اِمام باوضو اور طاہر تھا تو اُس کی نماز صحیح ہوگئی۔ اُس فرض کے اَدا کو اِتنا ہی کافی ہے کہ اُس میں جماعت شرط نہیں ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ فقط اِمام کی طہارت مقتدیوں کی نماز کے لئے کفایت کرتی ہے۔ لہٰذا مقتدیوں کو بے طہارت پڑھ لینی جائز ہے یہ محض جہالتِ فاحشہ ہے جس نے یہ بے ہودہ فتویٰ دیا وہ شرعاً قابل تعزیر ہے کہ جاہل کو مفتی بنانا حرام ہے۔ [۳]

سوال: مرد کے بال مرنے کے بعد کاٹنا جائز ہے یا ناجائز۔

جواب: ناجائز۔ [۴]

سوال: کیا مرد اپنی عورت کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب: مرد اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ [۵]

سوال: کیا میّت کے پاس زمین پر بیٹھنا افضل ہے۔ کیا چار پائی پر بیٹھنا منع ہے۔ کیا میّت والے کے یہاں روٹی پکانا منع ہے؟

جواب: کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ نہیں پکاتے ہیں۔ یہ سُنّت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے اور اُنہیں باصرار کھلایا جائے۔ نہ دوسرے دن بھیجیں نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھیجیں۔ [۶]

سوال: ایک میّت کو کفنانے کے بعد پھولوں کی چادر ڈالی گئی پیش اِمام نے اُسے اتار ڈالا اور کہا یہ بدعت ہے، ہم نہ ڈالنے دیں گے۔ دوسرے جو غلاف کا پارچہ کعبہ شریف سے لاتے ہیں وہ ٹکڑا ڈالا ہوا تھا اُسے ہٹا دیا اور کہا کہ یہ روافض کا رواج ہے ہم نہ ڈالیں گے اُسے الگ ہٹا کے نماز جنازہ پڑھائی کیا یہ درست تھا؟

جواب: پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص۸ چھاپہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ فیصل آباد [۲] فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص۸ [۳]،[۴]،[۵] فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص۹ [۶] فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص۹۔

نہیں بلکہ نیتِ حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں، تسبیح کرتے ہیں' اُس سے میّت کا دل بہلتا ہے اور رَحمت اُترتی ہے۔ یونہی تبرک کے لئے غلاف کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا سینے یا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے اور اِسے روافض کا رواج بتانا محض جھوٹ ہے۔ اِن باتوں کو بدعت ممنوعہ ٹھہرانا اگر محض بربنائے جہل ہو تو جہالت ہی ہے اگر بربنائے وہابیت یعنی غیر مقلدیت یا دیوبندیت ہو تو وہ نماز (جنازہ) کہ اُس نے پڑھائی باطل محض ہوئی مسلمان بغیر نماز کے دفن کیا گیا۔ ے

سوال: ایک مسلمان عیسائی کے ہاں ملازم تھا اُس کا جھوٹا کھالیا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے اِس سے منع کیا حتیٰ کہ عیسائی نے بھی منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ اُس کے مرنے کے بعد جمیع مسلمانوں نے اِس کی تجہیز و تکفین و نمازِ جنازہ سے اِنکار کیا۔ بالآخر چند مسلمانوں نے نمازِ جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا اگر اَیسا موقع آئندہ آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ اُس مسلمان کے گھر والوں سے کیا سلوک کرنا چاہئے لوگوں نے مرنے والے مسلمان کے گھر کا کھانا وغیرہ بند کر دیا ہے؟

جواب: مسلمان کو عیسائی کا جھوٹا کھانا بہت شنیع و بد ہے لیکن اگر مذہب میں کچھ فرق نہ تھا تو اِس بدحرکت سے کافر نہ ہوا۔ مسلمان پر اُس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ کی نماز لازم تھی۔ مگر یہ کام فرض کفایہ ہے بعض نے کر لیا سب پر سے اُتر گیا۔ ہر مسلمان کا اُن میں شریک ہونا ضروری نہیں اگر کوئی شرکت نہ کرتا تو سب گنہگار ہوتے آئندہ کے لئے بھی یہی اَحکام ہیں۔ اِس فعل میں اُس کے گھر والوں کا کوئی قصور نہیں۔ اُن پر سختی بے جا ہے ۸

سوال: کسی شخص کا جمعۃ المبارک کے دن یا شب جمعۃ المبارک کے سوا کسی اور دِن میں اِنتقال ہو تو اُس کو جمعۃ المبارک کے سپرد کرنا یعنی جمعۃ المبارک تک قبر پر بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بعد ازدفن اُتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے' مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں اِس بارے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہے اور زیادہ دیر یا دنوں تک بیٹھنا بھی ممنوع نہیں البتہ وہاں لغو اور بے ہودہ باتیں کرنے ہنسنے وغیرہ' غفلت اور قسوت (دل کے سخت ہونے) کی حرکات سے بچیں۔ اور تلاوت' درود خوانی اور اَعمالِ حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ اُمورِ موجبِ نزولِ رَحمت ہوتے ہیں اور اَحیا (زندوں) کے پاس ہونے سے مُردے کا دِل بہلتا ہے۔ جمعۃ المبارک تک بیٹھنے کا منشاء غالباً وہ روایت ہے جو حضرت اِمام نسفی علیہ الرحمہ نے ''بحر الکلام'' میں ذکر فرمائی کہ مسلمان پر معاذ اللہ معاذ اللہ عذابِ قبر اگر ہوتا ہے تو صرف جمعۃ المبارک تک ہوتا ہے۔ شبِ جمعۃ المبارک آتے ہی اُٹھا لیا جاتا ہے۔ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ کو اگرچہ اِس روایت میں توقف ہے مگر عقلاً و شرعاً امرِ نافع محض میں صرف اِحتمال کافی ہوتا ہے اگر یہ روایت مطابق واقع ہے تو جب تک معاذ اللہ اندیشہ تھا۔ اِیصالِ ثواب اور اِستنزالِ برکاتِ ذکر و قرآنِ مجید سے اُس کی مدد کی گئی جب جمعۃ المبارک آ گیا خود رَحمتِ اِلٰہی اُس کی متکفل ہوئی اگر نا مطابق ہے تو اِتنے دنوں آخر مسلمان محتاج کی مدد و نفع رسانی ہی ہوئی اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ ۹ ''تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکے پہنچائے''۔ بہر حال یہ کام خیر سے خالی نہیں جبکہ نیّت ''یا عملاً اِس کے ساتھ کوئی محذورِ شرعی نہ ہو ۱۰

سوال: قبر میں سے جس قدر مٹی نکلی وہ سب اُس پر ڈال دینا چاہئے یا صرف بالشت یا سوا بالشت قبر کو اُونچا کرنا چاہئے۔ میت کو دفن کرتے ہی آدمیوں کو منتشر ہو جانا چاہئے یا گھر پر آن کر فاتحہ پڑھ کر پھر منتشر ہونا چاہئے جیسا کہ آج کل کا رواج ہے۔؟

جواب: صرف بالشت بھر۔ واللہ تعالیٰ اعلم بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں پھر میت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۱

سوال: اکثر دیکھا گیا ہے مرا ہوا بچہ کسی کے پیدا ہوتا ہے اُس کو ہانڈی میں رکھ کر گورستان سے علیحدہ دفن کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پکا مسان ہے اِس سے اہلِ ہنود کی طرح بچتے ہیں یہ کیونکر ہے؟

جواب: یہ شیطانی خیال ہے اِسے مسلمانوں کے قبرستان ہی

ے فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۱۲۔ ۸ فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۱۳-۱۲۔ ۹ فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۱۳۔ ۱۰ فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۱۴۔ ۱۱ فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۱۴۔

میں دفن کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

سوال: کہتے ہیں اِنسان کے مرنے کے بعد دفن ہونے سے پہلے چالیس سوال پوچھے جاتے ہیں وہ کون سے سوال ہیں؟

جواب: میّت سے دفن کے بعد سوال پوچھے جاتے ہیں۔ میّت کے دفن سے پہلے کوئی چالیس سوال نہیں ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۳

سوال: نمازِ جنازہ میں مقتدی صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائیں یا ثناء، دَرود شریف اور دُعا جو کچھ اِمام پڑھے مقتدی بھی پڑھیں؟

جواب: مقتدی بھی سب کچھ پڑھیں کہ نمازِ جنازہ میں صرف ذکر اور دُعا ہے قرأتِ قرآن مجید نہیں (دیگر نمازوں میں) مقتدیوں کو صرف قرأتِ قرآن عظیم منع ہے۔ باقی دُعا و اَذکار میں وہ اِمام کے شریک ہیں۔ ۱۴

سوال: جب میّت کا جنازہ پڑھایا جائے تو کیا میت چارپائی پر ہونی چاہئے اور چارپائی کتنی اُونچی ہونی چاہئے چارپائی کا ہونا اور اُونچا ہونا جائز ہے یا ناجائز ؟

جواب: نماز کے وقت میّت کا چارپائی پر ہونا' صدرِ اوّل سے معمولِ مسلمانان ہے۔ اُس کے پائے حسب عادت ہاتھ بھر (ڈیڑھ فٹ) یا کم یا کبھی زائد ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ کبھی اِس پر اِنکار نہیں ہوا۔ جو ہاتھ بھر سے تھوڑے زائد کو ناجائز بتائے وہ سند دے جس نے ناجائز کہا یا جس نے ناجائز لکھا۔ وہ ہرگز سند نہ دے سکے گا۔ اِس وقت اُس پر کھل جائے (واضح ہو جائے) کہ اُس کا ناجائز کہنا شریعتِ مطہرہ پر افتراء ہے۔ ہاں اگر پلنگ اِتنا اُونچا ہو کہ قدِ آدم سے زائد جس میں اِمام کے محاذاتِ میّت کے کسی جزو سے نہ ہو تو البتہ نماز ناجائز ہوگی کہ محاذات شرط ہے مگر کوئی پلنگ اِتنا اونچا نہیں ہوتا۔ ۱۵

سوال: جو شخص کبھی نماز پڑھے اور کبھی نہ پڑھے اُس کا جنازہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور بے نمازی کے لڑکے نابالغ کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بے نمازی اگرچہ فاسق ہے مگر مسلمان ہے اور اُس کی نابالغ اَولاد کا غسل وکفن اور نماز ودفن میں وہی حکم ہے جو اور مسلمانوں کا حدیث پاک میں اِرشاد ہوا ہے ۱۶

سوال: مردہ کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو تو کتنے دِن تک پڑھنی جائز ہے؟

جواب: جب تک بدن میّت کا سالم ہونا مظنون ہو اور یہ اَمر اِختلافِ موسم وحالِ زمین وحالِ میّت سے جلدی و دیر میں مختلف ہو جاتا ہے۔ گرمی میں جلد بگڑ جاتا ہے سردی میں بدیر۔ زمینِ شور یا نمناک میں جلد سخت وغیر شور میں بدیر۔ فربہ مرطوب جلد' خشک ولاغر بدیر۔ تو اِس کے لئے ایک مدت مقرر نہیں کرسکتے۔ ۱۷

سوال: میّت اگرچہ بالغ ہو یا نابالغ ہو اُس کے جنازہ میں ولی داخل نہیں ہوا اُس کا جنازہ ہوا یا نہیں؟

جواب: نماز ہوگئی مگر جو نمازِ جنازہ ولی کی اِجازت کے بغیر پڑھی جائے ولی کو اِختیار ہے کہ دوبارہ پڑھے مگر جو پہلے پڑھ چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتے پھر یہ بھی اُس صورت میں ہے کہ پہلی نماز کسی اَیسے نے پڑھی جس پر وَلی کو ترجیح تھی ورنہ اگر بادشاہِ اِسلام (اسلامی ریاست کا مسلمان حکمران) یا قاضی شرع یا اِمام حی نے نماز پڑھا دی تو ولی کو اِعادہ کا اختیار نہیں کہ وہ اِس بات میں ولی سے مقدم ہیں۔ ۱۸

سوال: نماز جنازہ کے لئے جو جگہ تعمیر کی گئی' شہر سے دُور فاصلہ پر ہے بارش اور گرمی میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ لہٰذا برائے رفع تکالیف کے قریب جو پرانا صد سالہ قبرستان ہے کہ جس کے اندر اکثر قبریں منہدم ہو چکی ہیں بسبب اِنہدام کے لوگ کوڑا کرکٹ اُس کے اندر ڈالتے ہیں اگر وہاں نمازِ جنازہ کے لئے چبوترہ بنایا جائے تو جائز ہے یا چگونہ؟

جواب: قبروں پر نماز ہرگز جائز نہیں اُن پر کوڑا کرکٹ پھینکنا بھی ناجائز ہے۔ بندوبست کریں اور ممانعت کریں ہاں اگر وہاں یا اُس کے قریب کوئی قطعہ زمین اَیسا ہو جہاں قبریں نہ تھیں نہ ہیں نہ ہوئیں تو وہاں نماز کی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۹

۱۲ فتاویٰ رضویہ جلد۴ص ۱۵،۱۴۔ ۱۳ ایضاً۔ ۱۴ فتاویٰ رضویہ جلد۴ص ۲۳۔ ۱۵ فتاویٰ رضویہ جلد۴ص ۲۷۔ ۱۶ فتاویٰ ضویہ جلد۴ص ۳۰۔ ۱۷ فتاویٰ رضویہ شریف جلد۴ص ۳۱۔ ۱۸ فتاویٰ رضویہ شریف جلد۴ص ۳۳۔ ۱۹ فتاویٰ رضویہ شریف جلد۴ص ۳۳۔

سیّد نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

کیلیانوالہ شریف

لعل دین انصاری نقشبندی (ایم-اے، ایم-ایڈ)

دین مصطفوی ایک فطری دین ہے جو انسان کی جملہ دینی اور دنیوی ظاہری اور باطنی سعادتوں کا کفیل ہے لیکن ان سعادتوں سے وہی انسان بہرہ ور ہوسکتا ہے جو اس دین مبین کو اپنا دستورِ حیات بنائے اور اس کے ظاہری اور باطنی محاسن سے آراستہ ہو۔ تاریخ اسلام میں جب ملوکیت کا آغاز ہوا تو تصوف بھی نکھر کر سامنے آ گیا جب اقتدار' حکومت اور بیت المال ملّتِ اسلامیہ کی بجائے ذاتی وراثت بن گیا اور بلند و بالا محلات شاہی دربار و دربان مظلوموں کی دادرسی میں حائل ہو گئے تو لوگ پاکیزہ نفس' صابر' متوکل اور نیک بندوں کی مجلس میں جانے لگے۔ اُن بوریا نشین صوفیائے عظام نے اپنے عمل و کردار اور بلندی اَخلاق کے سبب لوگوں کے دل مسخر کر لئے۔ یوں لوگوں کی نظروں میں خاک نشینوں کا مقام و مرتبہ اعلیٰ وارفع اور تخت نشینوں کا ہیچ ہوتا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک صالح بندوں سے یہ زمین کبھی خالی نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی بلکہ ہر دَور اور ہر زمانے میں توحید و رسالت کی شمع فروزاں کرنے کیلئے صوفیاء کرام اور مشائخ عظام سرگرم عمل ہیں اور رہیں گے دورِ آواخر میں ان نفوسِ قدسیہ میں ایک نام حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا ہے جنہوں نے اپنے عمل و کردار کی تاثیر سے نہ صرف بے شمار لوگوں کو راہِ حق پر گامزن کیا بلکہ ''حضرت کیلیانوالہ شریف'' ایک اَیسا اِسلامی مرکز قائم کیا جہاں آج بھی اَحیاءِ اسلام کا کام سُنّت نبوی کے طریقے کے عین مطابق جاری ہے۔ حضرت قبلہ سیّد نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا شمار مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے مزار پُر اَنوار کا سفید گنبد جب دُور سے دکھائی دیتا ہے تو حاضری دینے والے اہلِ طریقت کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی ہیں اور مزار شریف کے چاروں طرف کھجوروں کے جھنڈ کو ایک نظر دیکھتے ہی سرزمین حجاز مقدس کا سماں بندھ جاتا ہے اور ایمانی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔ سلطان الاولیاء حضرت سیّد نور الحسن شاہ علیہ الرحمہ کا تعلق روحانی مجدّد غوث الوقت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ سے تھا۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ نے مٹی کو سونگھ کر فرمایا کہ اِس مٹی سے مجھے اپنے ایک عزیز کی خوشبو آتی ہے اِس لحاظ سے حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت شرقپوری علیہ الرحمہ کی مراد ٹھہرے۔ لوگ سالہا سال عبادت و ریاضت کر کے اپنی آخری منزل مدینہ شریف تک پہنچتے ہیں مگر حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا تو یہ حال تھا کہ جب اعلیٰ حضرت شرقپوری نے ''تشعیت'' سے تائب کروا کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کیا تو پہلی ہی مجلس میں آپ کا ہاتھ حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا گویا جہاں دوسرے مشائخ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے آپ کی ابتداء ہوئی۔ آپ کی بلندی و رفعت کا اظہار خود حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو خط لکھ کر فرمایا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ آپ کے پاس بہت کچھ ہے...... لاشے کیا عرض کرے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ''عزیز کی طبع ہر لحاظ سے مبارک ہے کچھ بھول چوک اِسی سے ہے'' یہ الفاظ معمولی نہیں ایک عارف باللہ کا مرید کی طرف ایسا تحریر کرنا خالی از حقیقت نہیں یہ آپ کی شفقت اور کمالِ مرتبہ کی دلیل ہے۔

حضرت قبلہ نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ جب توجہ دیتے ہیں تو اکثر اَحباب کو بڑا جوش و خروش ہوتا ہے لیکن مجھے کبھی کچھ نہیں ہوا اسی خیال کا آنا تھا کہ حضرت علیہ الرحمہ نے تیزی سے چلنا شروع کر دیا۔ بیٹھک شریف میں پہنچ کر اُوپر تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد نیچے تشریف لائے تو طبیعت میں جوش تھا لیکن اس کا اظہار بالکل نہ تھا حضور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''تم بھی تو کھوئی بلا ہو''۔ ایک دفعہ مکان شریف

سالانہ عرس مبارک پر جاتے ہوئے آپ نے خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت شرقپوری علیہ الرحمہ کے مقام و مرتبہ کی حد نہیں دیکھی جا سکی۔ معلوم نہیں میں (سید نورالحسن شاہ بخاری) کہاں تک ہوں۔ اِس خیال کا آنا تھا کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا شاہ جی تازہ وضو کرو۔ وضو کر کے آپ سجدہ میں چلے گئے جب کافی وقت ہوگیا احباب سوچنے لگے کہ خلافِ معمول آج اِتنا لمبا سجدہ کیا تو آپ نے سر اُٹھا لیا اُس وقت تو کسی نے نہ پوچھا کہ آج اتنا لمبا سجدہ؟ جب مکان شریف پہنچے تو میں نے عرض کیا حضور آج اِتنا لمبا سجدہ؟ تو آپ ٹھہر گئے اور بازو سے پکڑ کر فرمایا ''لالیا تینوں ای ویکھ ریا ساں تیری وی اِنتہا نظر نہ آئی'' سلطان الاولیاء حضرت سیّد نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کے عاشق تھے اور اپنے مرشد کی جدائی ایک لحہ برداشت نہ کرتے تھے۔ اُدھر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ آپ پر فریفتہ تھے۔ دونوں میں نسبت محبوبیت تھی۔ صاحبزادہ محمد عمر نے اس بات کا اظہار کھل کر ''سفر انقلاب'' میں کیا وہ لکھتے ہیں کہ ''جناب نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی بابت لکھنا کچھ بے معنی ہے۔ اکثر دوست مجھ سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کو حضرت میاں علیہ الرحمہ صاحب سے جو خاصا عنایت ہوا وہ سوز ہے آپ کی طبیعت عاشقانہ ہے اُن کے اور حضرت میاں صاحب کے راز و نیاز محبوبانہ تھے۔ پیری مریدی کا تعلق نہ تھا گو اُن سے ناراض معلوم ہوتے اور گاہ اُن پر فدا۔ جتنا پیار حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے تھا اتنا کسی اور سے نہ تھا''۔ حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی مجلس میں بڑے سے بڑے افسر حاضر ہوتے مگر آپ کسی سے ذرہ بھر مرعوب نہ ہوتے بلکہ اُن کی ...... کے مطابق اِصلاح فرماتے۔ ایک دفعہ ملک لعل خان مشہور احراری لیڈر حاضر ہوئے اور ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم جیسے مسلمان لیڈروں کے خلاف ہوں تم ہمیں انگریز کی غلامی سے نکال کر ہندوؤں کی غلامی میں دینا چاہتے ہو۔ قرآن پاک میں آیا ہے کہ تمہارے دوست اللہ تبارک و تعالیٰ، رسول پاک ﷺ اور ایماندار بندگان خدا ہیں۔ ایک مسلمان کے تو یہی پیشوا ہیں۔ اب اِن کے سوا آپ کو گاندھی اور نہرو کا فرمان واجب العمل ہوگا جو سوائے جہنم کے ہمیں اور کسی راستے پر نہیں لے جا سکتا۔

حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ کی کرامات کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ کتاب شرح الصدور بتذکرہ النور'' (500) صفحات پر مشتمل آپ کے اِرشادات اور کرامات سے بھری پڑی ہے جن سے آپ کی روحانی قدر و منزلت اور اِیمانی جلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک واقعہ عرض کرتا چلوں مجھے حضرت علامہ محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ سابق خطیب و امام مسجد حضرت داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ نے بیان کیا علامہ موصوف حضرت قبلہ نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کے مریدین میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حضرت حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر مراقبہ میں تھے ہم چند احباب آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک غیر مقلد آ گیا اور باتیں کرنے لگا آپ کو جلال آ گیا اور فرمایا نیچے بیٹھ۔ میری چادر میں دیکھ جیسے ہی اُس نے دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگئی۔ حضرت قبلہ فرمانے لگے تو ایک زیارت پر اعتراض کر رہا تھا میں تہجد کی نماز ہی تب پڑھتا ہوں جب سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کر لیتا ہوں۔ حضرت سیّد نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا محبوب وظیفہ درود شریف خضری تھا جو تین ہزار مرتبہ قبل نماز تہجد اور چاشت کی نماز تک دوستوں کے ہمراہ سوا لاکھ مرتبہ ہوتا۔ حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا وصال مبارک 21 نومبر 1952ء کو ہوا۔ آپ نے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کی ظاہری اور باطنی اتباع میں فنافی الشیخ کا حقیقی نمونہ ہر خاص و عام کے سامنے شان سے پیش کیا کہ آپ کی عمر تاریخ وصال اور وقت وصال میں ایک منٹ کا فرق

(باقی صفحہ نمبر ۴۷ کالم نمبر ۲ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

اوراد و وظائف محمدیہ یوسفیہ

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

گناہوں کا ازالہ اور شیطان کو بھگانے کا وظیفہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں لڑ پڑے (وہ اَبھی نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان والی بارگاہ کے آداب سے مکمل طور پر آگاہ نہیں تھے) اُنہوں نے ایک دوسرے کو خوب گالیاں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَّوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْھُمَا ذٰلِکَ** [1] ''میں اَیسے کلمات جانتا ہوں اگر یہ دونوں کہیں تو اُن سے اُن کے گناہ دُور ہو جائیں''۔

اِسی طرح حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، دو آدمیوں نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپس میں گالی گلوچ کی ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص دوسرے شخص کو غصے میں بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ اُس کا منہ سرخ ہو چکا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَّوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ** ''میں ایسی دُعا جانتا ہوں اگر وہ پڑھ لے تو اُس کی یہ حالت جاتی رہے جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ [2]

''میں مردود شیطان سے اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتا ہوں''۔

لوگوں نے اُس شخص سے کہا کیا تو سنتا نہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا **اِنِّیْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ** ''میں دیوانہ نہیں ہوں''۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ اِحتمال بھی ہے کہ یہ شخص منافق یا عرب کے سخت مزاج لوگوں میں سے تھا، اُس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ غُصّہ بھی شیطان کے اثرات میں سے ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دُعا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَقَرَأَ ثَلَاثَ آیَاتٍ مِّنْ آخِرِ سُوْرَۃِ الْحَشْرِ وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یُّصَلُّوْنَ عَلَیْہِ حَتّٰی یُمْسِیَ فَاِنْ مَّاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مَاتَ شَھِیْدًا وَّمَنْ قَالَھَا حِیْنَ یُمْسِیْ کَانَ بِتِلْکَ الْمَنْزِلَۃِ** [3] ''جس نے صبح کے وقت تین دفعہ **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ** پڑھا اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھیں:

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ۚ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ ھُوَ اللّٰہُ

[1] تفسیر کبیر جلد ۱ جز ۱ ص ۸۰۔ [2] بخاری حدیث نمبر ۶۱۱۵، مسلم حدیث نمبر ۲۶۱۰/۱۹، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۷۸۰، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۱۶، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۰، مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۲۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۴۱۸۔ [3] تفسیر کبیر جلد ۱ جز ۱ ص ۸۱۔

اَلَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (الحشر: ۲۱ تا ۲۴)

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اُس پر ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے جو اُس کے لئے دُعا فرماتے ہیں۔ اگر وہ بندہ اُسی دن فوت ہوجائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور جو بندہ شام کو پڑھے اُس کو بھی یہی درجہ نصیب ہوتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کے اَلفاظ نفس کے عجزِ کامل اور اُس کے اِنتہائی قاصر ہونے کا مشاہدہ ہے۔ سورۂ حشر کی آخری تین آیاتِ مبارکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے کمالِ جلال اور اُس کی عظمت کا مشاہدہ ہیں۔ اور مقامِ عبودیت میں کمالِ حال اِن دو مقامات کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتا۔

شیطان کو دُور کرنے کا وظیفہ:

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اسْتَعَاذَ فِی الْیَوْمِ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَکَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ مَلَکًا یَذُوْدُ عَنْهُ الشَّیْطَانَ ؏ "جس نے دن میں دس مرتبہ استعاذہ کیا" (یعنی دس بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُس پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو شیطان کو اُس سے دُور کردیتا ہے"۔

حضرت اِمام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں اِس کا سبب یہ ہے جب بندے نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کہا اور اُسے اُس کے معنیٰ کا شعور تھا تو اُس نے اپنی طاقت اور اپنے علم کا کم ہونا جان لیا جب اُس نے اِس حقیقت کو جان لیا تو وہ اُس کام کی طرف متوجہ نہیں ہوگا جس کے بارے میں نفس اُسے حکم دے اور وہ اُن اَعمال کی طرف نہیں بڑھے گا جس کی طرف اُس کا نفس اُنہیں دعوت دے گا اور شیطانِ اکبر نفس ہی ہے تو واضح ہوگیا اِن کلمات کی قرأت اِنسان سے شیطان کو بھگا دے گی۔

نیند میں ڈر جانے کے وقت وظیفہ:

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا فَزِعَ اَحَدُکُمْ فِی النَّوْمِ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَکَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو یُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَبْلُغْ مِنْهُمْ کَتَبَهَا فِیْ صَکٍّ عَلَّقَهَا فِیْ عُنُقِهٖ ؂ "جب کوئی تم میں سے اپنی خواب میں ڈرے گھبرائے یا چونک پڑے تو اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ سے اَنْ یَّحْضُرُوْنِ تک پڑھے۔ یعنی "میں اللہ (عزوجل) کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں اُس کے غضب اور ناراضگی سے اُس کے عذاب سے، اُس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اُس سے کہ وہ ہمارے پاس آئیں"۔ تو ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بیٹوں میں سے اُن کو سکھادیتے تھے جو بالغ ہوتے تھے اور جو بالغ نہ ہوتے تھے اِس کو لکھ کر اُن کے گلے میں لٹکا دیتے تھے"۔ یہ حدیث شریف حسن مرفوع اور غریب ہے۔

اِس حدیثِ مبارکہ سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ آیاتِ قرآنیہ، اَسمائے اِلٰہیہ اور ماثورہ دُعاؤں کا جو فائدہ پڑھنے سے ہوتا ہے،

؏ تفسیر کبیر جلد ۱ جز ۱ ص ۸۱۔ ؂ ترمذی حدیث نمبر ۳۵۲۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۴۷۷، مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۸۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۳۵۵، باختلاف الفاظ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۹۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۳۳، حدیث نمبر ۵۴۸ (طبع جدید) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۴۳۹ (طبع جدید)

وہی فائدہ بفضلہٖ تعالیٰ لکھ کر پاس رکھنے سے بھی ہوتا ہے۔ نیز تعویذ لکھنا یا گلے میں باندھنا سُنّتِ صحابہ کرام ﷺ ہے۔ جن تعویذ گنڈوں سے منع فرمایا گیا ہے وہ کفار کے جنتر منتر کے تعویذ ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہیں۔

علاوہ ازیں یہ نفع بھی حاصل ہوا کہ دُعاؤں کے الفاظ بھی نفع دیتے ہیں اور اُن کے نقوش بھی بلکہ وہ کاغذ بھی جن پر یہ نقوش لکھے جائیں۔ حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمہ ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں لکھتے ہیں:۔ وَھٰذَا اَصلٌ فِیْ تَعلِیقِ التَّعوِیْذَاتِ الَّتِیْ فِیْهَا اَسْمَآءُ اللّٰهِ تَعَالٰی ۶ ''یہ حدیث شریف اُن تعویذات کے لٹکانے کی اَصل ہے جن میں اللہ (عزوجل) کے اَسمائے مبارکہ ہوں''۔

وظیفہ:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ

''میں اللہ (عزوجل) کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں اُس کے غضب اور ناراضگی سے اُس کے عذاب سے' اُس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اُس سے کہ وہ ہمارے پاس آئیں''۔

نواسوں پوتوں اور بچوں کو دَم اور تعویذ سے نوازنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَهَآمَّةٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّةٍ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ ے ''رسولِ کریم (رؤف ورحیم ﷺ حضرت امام) حسن اور (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر یوں تعویذ کرتے کہ میں تمہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں' ہر شیطان اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر بیمار کرنے والی نظر سے اور فرماتے تمہارے باپ (حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام' حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) کو تعویذ کرتے تھے''۔

اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّهَآمَّةٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّآمَّةٍ

''میں تمہیں اللہ (عزوجل) کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں' ہر شیطان اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر بیمار کرنے والی نظر سے''۔

''کلمات اللہ'' سے مراد سارے اَسمائے الٰہیہ ہیں چونکہ وہ ہر نقص اور خرابی سے پاک ہیں۔ اِس لئے اُنہیں تَآمَّآتِ فرمایا گیا ہے۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی پناہ لینا ضروری ہے اَیسے ہی اُس کے اسمائے مبارکہ کی پناہ لینا بھی ضروری ہے۔ (مرآۃ جلد۲ص ۴۰۹ حاشیہ نمبر۳)

وِردِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وضو سے پہلے بسم اللہ شریف کا وظیفہ:

حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

۶ مرقاۃ جلد۵ص ۳۸۴۔ ے بخاری حدیث نمبر۳۳۷۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۳۵' مرقاۃ جلد۴ص ۱۴' ترمذی حدیث نمبر ۲۰۶۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۵۲۵' مسند احمد جلد۱ص ۲۷۰' تفسیر کبیر جلد۹ص ۱۷۶۔

نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّاءَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُطَهِّرُ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ وَمَنْ تَوَضَّاءَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ [۸] ''جو وضو کرے اور اللہ (عزوجل) کا نام لے یعنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پڑھے تو وہ وضو اُس کے سارے جسم کو پاک کر دیتا ہے اور جو وضو کرے اور اللہ (عزوجل) کا نام نہ لے تو صرف وضو کے اعضاء یا وضو کی جگہوں کو ہی پاک کرتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ اَنْ تَكْتُبَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَفْرُغَ [۹] ''اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) جب تم وضو کرو تو کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے شک تمہارے محافظ (فرشتے) تمہاری نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تو (وضو کرنے سے) فارغ ہو جائے''۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّاَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَ طَهُوْرًا لِتِلْكَ الْاَعْضَآءِ وَمَنْ تَوَضَّاءَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَ طَهُوْرًا لِجَمِيْعِ بَدَنِهٖ [۱۰] ''جس نے وضو کیا اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نہ پڑھی تو یہ صرف اُنہی اعضاء کو پاک کرے گا (جن کو دھویا گیا تھا) اور جس نے وضو کیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا نام لیا تو یہ وضو اُس کے سارے جسم کو پاک کر دے گا''۔

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' اس میں نکتہ یہ ہے کہ جب وضو کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کا نام لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ عزَّ وجَلَّ کا نام لینے سے پورا جسم پاک ہو جاتا ہے تو جو شخص دِل کی گہرائیوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا ذکر کرے گا اُس کی برکت سے دِل بطریق اولیٰ کفر وبدعت سے پاک ہو جائے گا۔ [۱۱]

حقِ زوجیت کے وقت بسم اللہ شریف کا ورد:

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاِذَا غَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ يَكْتُبُوْنَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاِنْ حَصَلَ مِنْ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ وَلَدٌ كُتِبَ لَكَ مِنَ الْحَسَنَاتِ بِعَدَدِ نَفَسِ ذٰلِكَ الْوَلَدِ وَبِعَدَدِ اَنْفَاسِ اَعْقَابِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ عَقَبٌ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهُمْ اَحَدٌ [۱۲] ''اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) جب تم عمل زوجیت ادا کرو تو بسم اللہ پڑھو بے شک تمہارے محافظ تمہاری نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم غسل کر لو پھر اگر اِس عملِ زوجیت سے اولاد پیدا ہوئی تو اُس بچے اور اُس کی نسل جہاں تک جاری رہے گی اُن سب کے سانسوں کی تعداد کے برابر تمہاری نیکیاں لکھی جائیں گی''۔

---

[۸] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۸' مرقاۃ جلد۲ ص ۱۲۲' دار قطنی جلد۱ ص ۷۴۔ [۹] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ ص ۱۷۷۔ [۱۰] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ ص ۱۷۸۔ [۱۱] ایضاً۔ [۱۲] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ ص ۱۷۷۔

کپڑے اُتارتے وقت بسم اللہ شریف کا ورد:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **سَتَرَ مَا بَیْنَ اَعْیُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ آدَمَ اِذَا نَزَعُوْا ثِیَابَهُمْ اَنْ یَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** [۱۳] ''جب اِنسان کپڑے اُتارے (تو کپڑے اُتارنے سے پہلے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھ لے کہ یہ اُن کے پردوں کی جگہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان پردہ ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **سَتَرَ مَا بَیْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ آدَمَ اِذَا دَخَلَ الْکَنِیْفَ اَنْ یَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ** [۱۴] ''جنوں اور بنی آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہوں تو **بِسْمِ اللّٰهِ** کہیں''۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکات:

قیصر روم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں مسلسل درد رہتا ہے کبھی آرام نہیں آتا۔ آپ مجھے کوئی دوائی بھجوائیں **فَبَعَثَ اِلَیْهِ عُمَرُ قَلَنْسُوَةً** ''تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُسے ایک ٹوپی بھجوا دی''۔ جب وہ اُسے پہنتا تو سر درد کو آرام آجاتا اور جب سر سے اُتارتا تو پھر درد شروع ہوجاتا۔ اُسے تعجب ہوا کہ اس ٹوپی میں کیا راز ہے تو اُس نے ٹوپی کو کھول کر دیکھا تو **فَاِذَا فِیْهَا کَاغَذٌ مَکْتُوْبٌ فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** [۱۵] ''تو اُس میں سے ایک کاغذ نکلا جس پر لکھا ہوا تھا۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔

بسم اللہ شریف کے وظیفہ نے زہر کا اثر زائل کر دیا:

ایک مجوسی نے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ سے (اِسلام کی سچائی کی) نشانی کا مطالبہ کیا۔ اُس نے کہا آپ اِسلام کا دعویٰ کرتے ہیں آپ ہمیں اِسلام کی سچائی کی نشانی دکھائیں تاکہ ہم اِسلام لے آئیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے پاس زہر قاتل لاؤ۔ آپ کے پاس ایک پلیٹ میں زہر قاتل لائی گئی آپ نے پلیٹ ہاتھ میں پکڑی اور پڑھا: **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاَکَلَ الْکُلَّ وَقَامَ سَالِمًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ الْمَجُوْسُ هٰذَا دِیْنٌ حَقٌّ** [۱۶] آپ نے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** پڑھ کر ساری زہر کھالی تو آپ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے حکم سے صحیح سالم کھڑے رہے تو مجوسی (مان گیا اور) کہنے لگا (واقعی) یہ دین (اِسلام) سچا (دین) ہے۔

بسم اللہ شریف کا اِحترام:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے' **مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْاَرْضِ فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِجْلَالًا لَّهٗ تَعَالٰی کُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَخُفِّفَ عَنْ وَالِدَیْهِ وَاِنْ کَانَا مُشْرِکَیْنَ** [۱۷] ''جس

---

[۱۳] تفسیر کبیر جلد۱ص ۱۷۷' مجمع الزوائد جلد۱ص ۲۰۵' تفسیر روح البیان جلد۱ص ۹۔ [۱۴] مشکوۃ حدیث نمبر ۳۵۸' ترمذی حدیث نمبر ۶۰۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۷' مرقاۃ جلد۲ص ۶۸۔ [۱۵] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ص ۱۷۷۔ [۱۶] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ص ۱۷۸۔ [۱۷] تفسیر کبیر جلد۱ جز۱ص ۱۷۷' درمنثور جلد۱ص ۲۹ (طبع جدید)۔

شخص نے زمین سے ایسا کاغذ اُٹھایا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط لکھا ہوا تھا۔ اُس نے یہ کام اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی تعظیم کے لئے کیا۔ اُس کا نام اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہِ اَقدس میں ''صدیقین'' میں لکھا جائے گا۔ اور اُس کے والدین سے عذاب کی تخفیف کی جائے گی اگرچہ وہ مشرک (مرے) ہوں''۔

واقعہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ:

اِس باب میں حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کا واقعہ بڑا مشہور و معروف ہے۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ جا رہے تھے' راستے میں ایک پرزہ کاغذ زمین پر گرا ہوا نظر آیا' تعظیماً اُسے اُٹھالیا۔ کاغذ پر لکھا ہوا تھا' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ نے کاغذ کے اُس ٹکڑے کو عطر لگایا اور اُونچی اور پاک جگہ پر رکھ دیا۔ اُسی رات ھاتفِ غیب نے خواب میں فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کو خوشبو لگانے والے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے نام کو دنیا اور عاقبت میں خوشبودار کر دیا یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ نے توبہ کی اور زہد اختیار کیا۔ ۱۸

اپنے بچوں کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ورد سکھائیں اور خود بھی کریں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّنْجِیَهُ اللّٰهُ مِنَ الزَّبَانِیَةِ التِّسْعَةِ فَلْیَقْرَاْ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) لِیَجْعَلَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنْهَا جُنَّةً مِّنْ كُلِّ وَاحِدٍ ۱۹ ''جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اُسے دوزخ کے اُنیس فرشتوں سے نجات دے تو وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ورد کرے تاکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اُس کے ہر حرف کے بدلے اُسے جنت عطا فرمائے''۔

بسم اللہ شریف کے اُنیس (۱۹) حروف ہیں اِس کے دو فائدے ہیں:۔

(۱) دوزخ کے فرشتے اُنیس (۱۹) ہیں۔ اِن اُنیس (۱۹) حروف کی بدولت اُن کے خوف کو دُور فرمائے گا۔

(۲) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دن رات کے چوبیس گھنٹے بنائے ہیں پھر پانچ گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں تو اِن اُنیس حروف کی برکت سے وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے جو باقی ماندہ اُنیس گھنٹوں میں سرزد ہوتے ہیں۔ ۲۰

بچے کے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کے صدقے باپ کی بخشش:

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے اُنہوں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے میت کو عذاب دے رہے ہیں۔ ۲۱ جب اپنے کام سے فارغ ہو کر دوبارہ اُس قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے نور کے تھال لا رہے ہیں۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے تعجب کیا فَصَلّٰی وَ دَعَا اللّٰهُ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَیْهِ ''اُنہوں نے نماز پڑھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے حضور دُعا کی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اُن کی طرف وحی نازل فرمائی''۔ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ بندہ گنہگار تھا اور جب یہ فوت ہوا اُس وقت میرے عذاب کی قید میں تھا۔ اُس نے اپنے پیچھے حاملہ بیوی چھوڑی تھی (اس کے مرنے کے بعد) اُس نے ایک لڑکے کو جنم دیا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور سمجھدار ہو گیا۔ اُسے مدرسے میں داخل کرا دیا گیا۔ اُستاد نے اُسے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

---

۱۸ کشف المحجوب حالاتِ بشر حافی علیہ الرحمہ۔ ۱۹ درِ منثور جلد ۱ ص ۲۶۔ ۲۰ تفسیر کبیر جلد ۱ جز ص ۱۷۸۔ ۲۱ یہ نبی اللہ علیہ السلام کی نگاہِ نبوت کا کمال ہے کہ قبر کے باہر کھڑے ہیں اور قبر کے اندر کے حالات ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

الرَّحِیْم پڑھادی (وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کا ورد کرتا پھرتا ہے) فَاسْتَحَیْتُ مِنْ عَبْدِیْ اَنْ اُعَذِّبَہٗ بِنَارِیْ فِیْ بَطْنِ الْاَرْضِ وَلَدُہٗ یَذْکُرُ اسْمِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ ''مجھے اپنے بندے پر حیاء آیا کہ میں اُسے زمین کے نیچے عذاب دے رہا ہوں اور اُس کا بیٹا زمین کے اُوپر میرا نام پکار رہا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''۔ ۲۲

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِیِّ قُلْ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم) کَتَبَ الْعِلْمَ وَلِلصَّبِیِّ وَلِاَبَوَیْہِ بَرَآءَۃً مِّنَ النَّارِ ۲۳ ''بے شک جب معلم بچے سے کہتا ہے پڑھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تو معلم' بچے اور اُس کے والدین کے لئے آگ سے برأت (کا پروانہ) لکھا جاتا ہے''۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر دَم کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یَامُحَمَّدُ اشْتَکَیْتَ ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ ﷺ بیمار ہیں؟''۔ فَقَالَ: نَعَمْ! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا: بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ ۲۴ ''میں آپ ﷺ کو اللہ (عزوجل) کے نام مبارک سے دَم کرتا ہوں' موذی چیز سے ہر نفس کی شرارت سے' حسد والی آنکھ سے' اللہ (جل جلالہ) آپ (ﷺ) کو شفاء عطا فرمائے۔ اللہ (عزوجل) کے نام سے اَفسوں (دَم) کرتا ہوں۔ حسد اور نظر بد بڑی آفتیں ہیں اللہ (عزوجل) محفوظ رکھے''۔

پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی نائب غوث الثقلین حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کے پاس جب کوئی پانی دَم کروانے آتا تو آپ پاس بیٹھے ہوئے احباب سے بھی فرماتے بسم اللہ شریف پڑھ کر دَم کر دو اور لوگوں سے پانی پر دَم کرواتے۔

جب کھانے کا دسترخوان لگتا تو کھانا تقسیم کرنے کے لئے دائیں طرف سے شروع فرماتے اور ہر ایک سے فرماتے بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا اُگلے دوست کو دے دو یہاں تک کہ تمام حضرات کھانے والی چیز کو تقسیم کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ جب کسی بیمار کو پانی دَم کر کے دیتے تو فرماتے روٹی کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر پانی کے تین گھونٹ پی لینا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ شفاء عطا فرمائے گا۔

---

۲۲ تفسیر کبیر جلد ا جز ا ص ۱۷۸۔ ۲۳ درمنثور جلد ا ص ۲۶۔ ۲۴ تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۱۷۶ مسلم حدیث نمبر ۲۱۸۶ مشکوۃ حدیث نمبر ۱۵۳۴ مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۳ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۶۰۔

منیر احمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھاراستہ'' لاہور کی تصنیف لطیف

قربانی اور اس کے مسائل اِس کتاب میں قربانی کے مسائل وفضائل کا بیان کیا گیا ہے

ملنے کے پتے: (۱) جامع مسجد نگینہ A-977' بلاک B-III' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

(۲) علمی بک ڈپو' اُردو بازار لاہور (۳) نظامیہ کتاب گھر' زبیدہ سنٹر' اُردو بازار لاہور (۴) مکتبہ نبویہ' گنج بخش روڈ لاہور

(۵) مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ (۶) نوری کتب خانہ داتا گنج بخش لاہور۔ ہدیہ: 50 روپے

اظہارِ تشکر

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کو انگلینڈ کے ۲۸ دنوں کے کامیاب تعلیمی و تربیتی دورے سے واپسی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد اور خوش آمدید پیش کرتے ہیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو عمر خضری عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رہے۔اور آپ اِس نام نہاد روشن خیال اور بے راہ روی کے دَور میں لوگوں کی تعلیم وتربیت اور راہنمائی کے لئے اِسی طرح تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔آپ کے صاحبزادگان اور مریدین کو اِن کا دست وبازو بن کے اِن کے کاموں میں معاونت کرنے کی اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق نصیب فرمائے تاکہ تبلیغ دین کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے۔آمین!

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شمارے سے آپ سرکار کا انگلینڈ کا سفرنامہ قسط وار شائع کیا جائے گا۔

طالب دُعا: محمد عثمان علی یوسفی

صدمات

(۱) حافظ علی رضا یوسفی (چائنہ سکیم) کی والدہ محترمہ بروز ہفتہ مورخہ 11-10-01 کو دوپہر کے وقت حرکت قلب بند ہونے سے قضائے الٰہی سے اِنتقال کرگئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o مرحومہ کی نمازِ جنازہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب نے پڑھائی۔مرحومہ نے ۲ بیٹے اور ۲ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں ہیں۔

(۲) حاجی غلام محمد یوسفی (شجاع کالونی والے) کے والد محترم اور حافظ ظفر یوسفی کے دادا جان بروز بدھ مورخہ 11-10-12 کو ظہر کے وقت تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے اِنتقال کر گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o مرحوم نے ۲ بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑیں ہیں۔مرحوم کی نمازِ جنازہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب نے پڑھائی۔قل شریف کی محفل بروز جمعۃ المبارک کو جامع مسجد رحمانیہ غوثیہ (شجاع کالونی) میں ہوئی جس میں علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور نے ایصال ثواب کے عنوان سے خوبصورت بیان کیا۔

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور وانجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب، نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب کے تمام عہدیداران اور ممبران اُن کے غم میں شریک ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

(صفحہ نمبر ۳۹ کا بقیہ)

بھی رونما نہ ہوا۔آپ پوری طرح اعلیٰ حضرت شرقپوری علیہ الرحمہ سے مطابقت رکھتے تھے اسی لئے تو حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کو دیکھ لے۔حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس مبارک 22/23 نومبر ہر سال نہایت ادب واحترام کے ساتھ آپ کے حقیقی جانشین خوشبوئے مدینہ مقبول بارگاہ رسول سیّدی مرشدی حضرت صاحبزادہ پیر سیّد محمد باقر علی شاہ بخاری دامت برکاتھم عالیہ کی زیر سرپرستی ہوتا ہے۔حضرت قبلہ سید محمد باقر علی شاہ بخاری (قیوم العصر) دامت برکاتہم عالیہ دورِ حاضر کے عظیم روحانی پیشوا ہیں اور آستانہ عالیہ سے وابستہ لاکھوں مریدوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔حضرت قبلہ سیّد نورالحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا عرس غیر شرعی حرکات سے پاک ہے۔عرس کی تقریبات میں ملک کے دور دراز علاقوں سے ہزاروں عقیدت مند اور کثرت سے علماء ومشائخ شرکت کرتے ہیں۔آپ کا مزار بلاشبہ مرجع خواص وعام ہے۔یہاں عوام الناس ہی نہیں بلکہ شیوخِ وقت بھی حاضری دینا باعث صد افتخار سمجھتے ہیں۔آپ کا مزار حسنِ تعمیر کے لحاظ سے سادگی اور وقار کا دل کش نمونہ ہے اِس مزار کی چھاؤں میں آکر دل کو سکون ملتا ہے اور وجدان پکار اٹھتا ہے۔

وارث شاہ اوہ سدا اِی جیوندے نے
جنہاں کیتیاں نیک کمایاں نے